



## ماہنامہ محدث لاہور

شمار نمبر: 20 --- جلد نمبر 2 --- شمارہ نمبر 10 --- ستمبر - اکتوبر 1972ء --- شعبان المعظم 1392ھ

### ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی      مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔ جس کا نام محدث

تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور

حافظ عبدالرحمن مدنی نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور

محدثانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

### گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: 20 روپے      زیر سالانہ: 200 روپے      بیرون ملک: 20 ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ 200 روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، 99 جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700۔ فون نمبر: 35866476 / 3586639 - 042

موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com      www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com



## اجرائے محدث کے مقاصد

عناد اور تعصب قوم کیلئے زہرِ بلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاترہ کرافہام و تفہیم امت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوسِ بتانا امت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

# مجموعہ

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

- 2 .....نمادہٴ عراق اور فراعنہ مصر سپر طاقتیں تھیں
- 11 .....روزہ اس کی اہمیت اور فضیلت
- 23 .....دنیا
- 24 .....سیاست دان ابن تیمیہ کی نگاہ میں
- 27 .....شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ
- 28 .....امام شوکانیؒ اور مسئلہ غنا!
- 30 .....کیا پردہ اور غضب بصر رضا کارانہ چیزیں ہیں؟
- 33 .....شیخ حسن الہضیبی کا خط
- 35 .....تعارف و تبصرہ کتب

## فکر و نظر

### نماردہ عراق اور فراعنہ مصر سپر طاقتیں تھیں

#### لیکن

### بالآخر فتح تیشہ بُرا ہیسی اور عصائے کلیسی کو نصیب ہوئی

اقتدار کا نشہ بڑا ظالم اور اس کا چمکا بڑا اندھا ہوتا ہے۔ بہ قانچی ہوش و حواس وہ کمبخت یوں جیتے ہیں جیسے عقل و خرد کی ان کو ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ سُجھانے کے باوجود بات ان کے خانے میں نہیں اُترتی۔

ہزاروں جبارہ کی داستانِ نامرادی سنتے ہیں اور بیسیوں کا برا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر عبرت نہیں پڑتے۔ خود پہلے کیا تھے اور کیسی گزری؟ اب ان کو کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اور حالت یہ ہے کہ جب ہوش آتا ہے، ہوش جاتے رہتے ہیں۔ بے ہوشی خوب تھی، فکر زمانے کی نہ تھی!

ہوش جاتے رہے جس دن سے ہمیں ہوش آیا

کچھ اسی قسم کا خمار نماردہ عراق اور فراعنہ مصر کو بھی آیا تھا لیکن جب تک تیشہ بُرا ہیسی کی گردش اور عصائے کلیسی کی ضربِ کاری حرکت میں نہ آئی۔ ہوش میں نہ آئے لیکن جب آنکھ کھلی تو دنیا ہی بدلی ہوئی نظر آئی۔

ان ظالموں کی داستان میں بڑی عبرت پذیری ہے اگر موجودہ دنیا کے مغرور اور بخود غلط حکمران اس سے سبق لینا چاہیں تو اس کی رحمت کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اس وقت جو مشکل سب سے بڑی درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ نمرود اور فرعون تو آپ کو اب بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ملیں گے لیکن آہ! دور دور تک آپ کو تیشہ بُرا ہیسی اور ضربِ کلیسی کا نشان نہیں ملے گا اس لئے مصائب کی نار گلزار ہو رہی ہے۔ نہ ہی نیل اپنی آغوش پھیلا کر خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ کفر بے آمیز تو اب بھی جھولی بھر کر دستیاب ہوتا ہے اور قدم قدم پر ہوتا ہے لیکن ایمان بے داغ کا بڑا قحط پڑ گیا ہے۔ فرق صرف طریق کار میں پیدا ہوا ہے، کفر کی کافری میں سرِ موفرق نہیں پڑا۔ یہاں پر خلیل اللہی کی داستانِ غلت کی پوری تاریخ کا تذکار ممکن نہیں، اس سلسلہ کی چند ایک باتیں پیش خدمت ہیں۔ شاید عہدِ حاضر کے بت تراش، بت فروش اور بت پرستوں کو اپنی لن ترانیوں کا جائزہ لینے کی توفیق حاصل ہو سکے۔

عراق کے نمرود اور پوری قوم، خدا سے جتنی دور تھی، اتنی ہی بتوں اور اپنے لیڈروں سے قریب تر تھی۔ اپنے ہاتھ سے بت تراش کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتی اور کچھ افراد کو اپنے اوپر خود مسلط کرتی اور پھر دم بخود ہو کر ان کی جی حضوری کو اپنے لئے سعادت تصور کر لیتی تھی، بالکل جیسے ہم ووٹ دے کر کسی کو مسلط کر لیتے ہیں، یہ بھی گھڑنا ہی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا (عنکبوت-۲۷)**

”تم تو بس خدا کے سوا بتوں کی پرستش کرتے ہو اور جھوٹ موٹ گھڑتے ہو۔“

دوسرا بنیادی نقص ان میں یہ تھا کہ ان کا قرآن، ان کے آباؤ اجداد کا تعامل تھا اور ان کے جمہور کی رسومات ان کی سنت تھیں۔

**قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ (پ ۱۹- سورہ شعراء-۵۷)**

”وہ بولے یہ تو نہیں مگر ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔“

اور جو کچھ یہ ہو رہا تھا محض ایک دوسرے کی رو رعایت کی بنا پر ہو رہا تھا۔ ضمیر اور عقلی ہوش یا ایمان کا تقاضا نہیں تھا۔

**وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (پ ۲۰- سورہ عنکبوت ع ۳)**

”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جو خدا کے سوا بتوں کو ماننے ہو (تو) دنیوی زندگی کی باہمی دوستی و یاری کے لحاظ سے (مانتے ہو)“

ان حالات میں جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ٹوکنا شروع کیا تو باپ نے جو اس وقت حکومت میں بہت بڑے منصب پر فائز تھا

اُزار اُو خوشامد حکومت کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے کہا کہ:

**لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ (مریم-۳۷)**

”اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر کے چھوڑوں گا۔“

بالآخر جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کا معبد خانہ مسمار کر ڈالا تو سرکاری حکم ہوا کہ بہت بڑا آتشکدہ تیار کر کے ان کو اس میں ڈال دیا

جائے۔

**إِنْبُؤَالَهُ بُنْيَانًا فَأَلْفُوهُ فِي الْجَحِيمِ (پ ۲۳- سورہ الصافات ع ۳۷)**

(لگے کہنے کہ) ”ان کے لئے بھی بناؤ اور ان کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔“

جیسا کہ مشہور ہے کہ یہ نار گلزار ہو گئی، لیکن ان کا خود اپنا کیا حشر ہوا؟ مفسرین نے لکھا ہے کہ:

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت کے بعد ارباب اقتدار کے سارے خاندان پر عذابِ الہی کا ایک غیر مختتم سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے

عیلامیوں نے ”اُر“ جیسے عظیم شہر کو تہ و بالا کیا، پھر نمرود کو ان کے بت ”نتار“ سمیت پکڑ کر لے گئے اور اُر کا پر علاقہ عیلامیوں کی غلامی میں جینے پر

مجبور ہو گیا۔ جس کی وجہ سے باشندوں کے نظریات بھی بدل گئے اور وہ سمجھے جن کو سبھی کچھ سمجھتے تھے وہ تو خود کو بھی نہ بچا سکے۔ **فاعتبروا یا اولی**

**الابصار**

حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب ظہور ہوا تو دنیا کی حکومت فرعون کے پاس تھی، سرمایہ، قارون کی جیب اور رور حانیت، شعبہ بازوں کی

پاری میں۔ جب ان کو محسوس ہوا کہ کسی عہد آفریں پیشوا کا ظہور ہونے کو ہے تو حکم ہوا کہ غلام قوم (بنی اسرائیل) کی بچیاں ضیافتِ طبع کے لئے رہنے

دی جائیں لیکن لڑکوں کو چلتا کیا جائے۔ مگر خدا کے سامنے حکمرانوں کی تدبیروں کی پیش نہیں جاتی۔ آنے والا آیا، پر حکم ہوا، پکڑو پکڑو! لیکن وہ مدین جا

**محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

پہنچے۔ وحی نے حکم دیا کہ جناب! اب ادھر پلٹ جاؤ جدھر سے آئے تھے، ان کو جا کر سمجھاؤ، تشریف لے گئے، پر وہ اور اکڑے اور بولے۔ یہ مجرم لوگ ہیں، دھمکیاں دیتے ہوئے جیل خانہ کی بات کہی۔ جب اس سے کام نہ چلا تو احسان جتایا۔ یہ بات بھی کارگر نہ ہوئی تو الزام لایا کہ دراصل یہ کرسی کے بھوکے ہیں، مذاق اڑایا۔ جب بات نہ بنی و اعلان کیا کہ ”تخریب کار“ ہیں الغرض اتمام حجت کے بعد اپنی قوم کو لے کر چل پڑے۔ فرعون نے تعاقب کیا۔ پر اللہ تعالیٰ نے ان کو وہیں دھر لیا۔

فَلَمَّا اسْفُوْنَا اَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ اَجْمَعِينَ. فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَافًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ. (پ ۲۵، الزخرف ع ۵)

”جب ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو ڈبو دیا اور ان کو گیارا کر لیا اور آنے والی نسلوں کے لئے (ان کو) ضرب المثل بنادیا۔“

نمردانِ عراق اور فراعنہ مصر نے الگ الگ جو جو کروت کیے تھے وہ بد قسمتی سے دورِ حاضر میں ہر ملک کے اربابِ اقتدار اکیلے اکیلے کر رہے ہیں۔ بلکہ ان سے کہیں زیادہ ڈھٹائی اور شجاعت کے ساتھ، اس لئے اب ایک دفعہ جو آجاتا ہے پھر مکرر اس کو باری نہیں ملتی۔ مگر افسوس! جو آتا ہے، اپنے پیشرو کے انجام سے کم ہی سبق لیتا ہے۔ موجودہ دور کی طاقتیں کتنی بڑی سہی، بہر حال کرد فر میں نمرد سے اور فرعون سے بڑھ کر نہیں ہیں بشرطیکہ وہ سمجھیں، نہ سمجھے تو ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو ان کے پیشروؤں کا ہو ہے۔

## جائزے

(۱)

مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات جناب کوثر نیازی نے راولپنڈی میں ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: حزب اختلاف ہمیشہ اپنے جلسے جلوسوں میں صدر بھٹو اور ان کے خاندان کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتی ہے نیز کہا کہ خاں ولی خان نے کچھ عرصہ قبل پیپلز پارٹی کو چیلنج کیا تھا کہ صدر بھٹو اور ان کا کوئی ساتھی پشاور میں داخل ہو کر جلسہ عام میں تقریر نہیں کر سکتا لیکن پیپلز پارٹی نے ان کا یہ چیلنج قبول کرتے ہوئے گزشتہ روز پشاور میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی، انہوں نے جماعت اسلامی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ:

جب صدر بھٹو اسلامی سوشلزم کا نام لیتے ہیں تو جماعت اسلامی ان کے خلاف کفر کے فتوے جاری کر دیتی ہے لیکن اس کے برعکس جب خاں ولی خان ملک میں روسی سوشلزم لانے کی حمایت کرتے ہیں تو جماعت اسلامی خاموشی اختیار کر لیتی ہے۔ (روزنامہ امر ۱۶ اگست)

صدر بھٹو تو بہر حال ایک صدرِ مملکت ہیں، نازیبا الفاظ تو ایک ادنیٰ انسان کے بارے میں بھی بولنا جائز نہیں ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ نازیبا الفاظ کا دروازہ کس نے کھولا ہے۔ اگر موصوف صرف اپنے ہفت روزہ شہاب کی حیا سوز تخلیقات کا مطالعہ فرمائیں تو شاید ”فقیر شہر کو اپنے وعظ شریف“ کا جواب آسانی سے مل جائے۔ حزب اختلاف میں سے اگر کسی نے کوئی نازیبا لفظ کہا ہے تو وہ لفظ، لفظ ہی تو ہے پیپلز پارٹی نے تو غنڈہ اور سماج دشمن عناصر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کے بھیس میں ”مجسم گالیاں“ اگل ڈالی ہیں اس کی بھی آپ کو فکر چاہئے تھی۔

باقی رہا خان ولی خان کا چیلنج اور پیپلز پارٹی کا اس کو قبول کر کے پشاور میں جلسہ کر آنا، ہو سکتا ہے، موصوف کا یہ کوئی کارنامہ ہوتا ہم یہ طنز و تعریض کچھ سنجیدہ لوگوں کی زبان ہیں سمجھی جاتی، اور نہ ہی یہ کچھ سیاسی فہم کی کوئی اچھی مثال ہے یہ تو ”آئیل مجھے مار“ والی بات ہے گویا کہ انہوں نے ان کو للکارا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ باتیں اچھی نہیں ہیں۔ اس سے ملک کی فضا خراب ہوتی ہے۔ امن عامہ میں خلل پڑ جاتا ہے۔

جماعت اسلامی نے ولی خان کے سوشلزم کو قبول نہیں کیا۔ باقی رہی چپ؟ سو اس لئے کہ خان ولی خان کا سوشلزم ”کفر عریاں“ ہے اس کے فریب میں آنا آسان نہیں ہے۔ قابلِ نفرین سوشلزم پیپلز پارٹی کا ہے۔ کیونکہ اس نے ”مسز اندرا گاندھی“ کے ساتھ ”بتول“ کا اضافہ کر کے اس کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ”ہیت کدائیہ“ جب تک بدستور قائم ہے وہ بہر حال کافر ہی ہے اس کے ساتھ خالی لفظ ”اسلامی“ کے اضافہ سے کوئی خاص فرق نہیں پڑ جاتا۔

(۲)

مرکزی وزیر قانون جناب محمود علی قصوری نے اپنی جماعت یعنی پیپلز پارٹی کے بارے میں کہا ہے کہ:

ان کی جماعت اسلام کی تبلیغ اور ملکی آئین کو اسلامی تعلیمات کی اساس پر مرتب کرنے میں کسی دوسرے سے پیچھے نہیں ہے تاہم انہوں نے کہا کہ حکومت اسلام کے نام پر استحصال کی اجازت نہیں دے گی۔  
(نوائے وقت ۱۷ اگست)

کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ مثلاً ”سوشلزم“ کے ساتھ لفظ ”اسلامی“ کے اضافہ سے اسلام کا جو استحصال کیا گیا ہے کیا وہ بھی ”اسلام کے نام پر استحصال“ کے تحت آتا ہے؟

(۳)

بنگلہ دیش کا مسئلہ ہمارے نزدیک کوئی مسئلہ نہیں۔ وہ پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ ملک کے دونوں حصوں کے عوام کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ چند طالع آزمائوں کی بے تدبیروں، غداروں اور خر مستیوں کا نتیجہ ہے۔ اگر سزا دینی ہے تو ان کو دیں۔ عوام کو کاہے کی سزا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہم سوچتے ہیں کہ اگر آپ بنگلہ دیش کو تسلیم نہیں کریں گے تو کونسا پہاڑ گر پڑے گا اور کونسی قیامت ٹوٹ پڑے گی؟ صدر بھٹو کو اگر کوئی خاص مجبوری ہے تو وہ بتائیں، کیا ہے؟ تاکہ قوم اس سلسلہ میں آپ کی مدد کرے، اگر صرف فیاضی ہی مد نظر ہے تو آپ اپنی اس فیاضی پر اس کو بھی قیاس کر لیجئے، جس کا آپ نے شیخ مجیب کو چھوڑ کر مظاہرہ کیا تھا۔

(۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خبر آئی ہے کہ پیپلز پارٹی، نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علماء اسلام (ہزاروی) میں تعاون کے اصول پر سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ افہام و تفہیم سے مرکز اور صوبوں میں مخلوط حکومتیں قائم ہو سکیں گی۔ برسرِ اقتدار جماعتیں کاروبار حکومت کے علاوہ سیاست میں بھی مل جل کر کام کریں گی۔ مفتی محمود نے مزید کہا کہ برسرِ اقتدار جماعتوں میں دراصل اختلاف نہیں بلکہ محض عدم اعتماد کی فضا موجود ہے۔ (نوائے وقت)

برسرِ اقتدار جماعتوں کا یہ وفاق اگر دیرپا ثابت ہو تو ہمیں یقین ہے، خوش آئند ثابت ہو گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ برسرِ اقتدار جماعتیں اس دائرہ کو اور وسعت دیں تاکہ دائیں بازو کی دوسری جماعتیں بھی مشترک اقدار میں کم از کم ایک دوسرے سے تعاون جاری رکھ سکیں۔ ہر حال ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں بشرطیکہ یہ ”دو ملاؤں میں مرغی حرام“ ہونے والی بات پر منہ نہ ہو۔ جیسا کہ قوی اندیشہ ہے۔ کیونکہ تینوں کی راہیں اور دلچسپیاں جدا جدا ہیں۔ پیپلز پارٹی کے سامنے اپنے اقتدار کو طول دینے کے سوا جماعتی حیثیت میں اور کوئی متعین منزل نہیں ہے۔ جمعیت کے سامنے منزل ہے لیکن حنفیت کے فروغ اور مرکز میں شرکت کی حد تک، رہی نیپ، سو اس کے پاس سوشلزم کی درانتی ہے۔ بہر حال درانتی کا کھیت کبھی بھی ہر انہیں ہوا۔ اس کے علاوہ اس اشتراک سے پیپلز پارٹی گھائے میں رہے گی۔ کیونکہ نیپ کے دونوں صوبوں میں پیپلز کی کھیت کے امکانات کم ہیں۔ ہاں پنجاب اور سندھ میں ولی خاں کے پنپنے کے امکانات زیادہ ہیں، گویا کہ یہ اشتراک پیپلز پارٹی کی موت کے پروانے پر دستخط ہیں۔ ہاں اگر اس اشتراک کے ذریعہ دوسری جماعتوں کو دبانے یا شکار کرنے کا ذریعہ بنایا گیا تو ہو سکتا ہے کہ ان کو ذاتی فائدہ حال ہو لیکن مزعومہ جمہوریت پروان نہیں چڑھ سکے گی۔

گرفتاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ کچھ رہنما گرفتار ہو گئے ہیں کچھ تیار بیٹھے ہیں۔ غور فرمائیے۔ ایک جمہوری ملک کے آزاد شہریوں اور رہنماؤں کا اگر یہ تاثر اور احساس ہو کہ سدائیاں رہو تو وہ جمہوریت کیا ہوئی، جمہوریت کا واہمہ ہے۔

جو بھی پارٹی برسرِ اقتدار آئی ہے اس نے اپنے تحفظ کے لئے مخالفوں کی ناکہ بندی کو ہی دوا تصور کیا ہے حالانکہ یہ دوا نہیں بد پرہیزی ہوتی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی مثبت اور عوامی پروگرام ہے تو اس کی بسم اللہ کیجئے! دیکھنے کے بعد عوام کسی کی ہوائی تقریروں کے بھرے میں آئیں، ناممکن ہے بلکہ مشاہدہ کے بعد عوام آپ کی طرف سے خود ہی دفاع کریں گے۔ گھبراہٹیں نہیں۔ ہمت سے کام لیں۔ اگر آپ مخلص ہیں اور کچھ کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں تو پہلے اپنے ”کان“ دیکھ لیجئے! کسی کے کہنے پر لٹھ لے کر کوئے کے پیچھے نہ دوڑ پڑیئے۔

ان گرفتاریوں میں زیادہ تر صدر بھٹو کے کارکنانِ قضا و قدر کا ہاتھ ہے۔ بہتر ہے کہ صدر موصوف اپنے ان مشیروں کے ”بسم اللہ کے گنبد“ سے نکلنے کی کوشش کریں ورنہ کل پچھتائیں گے۔ کیونکہ گناہ ان کا ہوا۔ قصور وار آپ ٹھہریں گے۔

جن اکابر کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں عوام کے اندر کافی حسن ظن پایا جاتا ہے اور یہ بلا وجہ بھی نہیں کیونکہ ان کی سیاسی خدمات ایسی ہیں کہ ان کو بھلانا مشکل ہے۔ اس لئے شدید ردِ عمل کا اندیشہ ہے جو بہ حالات موجودہ مناسب نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ جو بھی حکمران تشریف لائیں۔ وہ آنکھوں کا تار ابن کر رہیں۔

(۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



اوکاڑہ ۲۰ اگست۔ لیڈی پارک میں ”کل پاکستان تحفظ اسلام“ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی نے بعض باتیں تو نہایت ہی معنی خیز اور غیر متندانہ کہی ہیں جو بلا تبصرہ ہدیہ تقارین ہیں۔ آپ نے کہا:

پاکستان کو اقتصادی اور معاشی طور پر تباہ کر کے اسے اسرائیل بنانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں سوشلسٹوں، کمیونسٹوں اور اسلام دشمن عناصر کے لئے کوئی جگہ نہیں اور ہم اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے پاکستان میں محمد عربی ﷺ کے اعلیٰ و ارفع نظام کو نافذ کرانے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا:

آج ”بھٹو جاوے ای جاوے“ کے نعرے لگنے شروع ہو گئے ہیں مگر ہم بھٹو کو ایسے ہی نہیں جانے دیں گے، ان سے ۹۰ ہزار جنگی قیدیوں کا حساب لیا جائے گا۔ ان سے غریبوں اور مزدوروں کا ناحق خون کا بھی حساب لیا جائے گا۔

مولانا نورانی نے کہا کہ پیپلز پارٹی چونکہ قوم سے کئے گئے وعدے پورے کرنے میں ناکام ہو چکی ہے، اس لئے صدر بھٹو مستعفی ہو جائیں۔ اس موقع پر مولانا نے حاضرین سے پوچھا کہ آپ کو پیپلز پارٹی پر اعتماد ہے، سب نے ہاتھ اٹھا کر واشگاف الفاظ میں ”نہیں نہیں“ کے نعرے لگائے۔“ (نوائے وقت ۲۱ اگست)

## (۷)

سعودی عرب کے شاہ فیصل نے عالمی رائے عامہ کی شدید مذمت کی ہے کہ اس نے لبنان اور شام میں معصوم پناہ گزینوں کے کیمپوں میں معصوم بچوں اور بوڑھوں پر اسرائیلی حملوں کی مذمت نہیں کی، نیز انہوں نے کہا کہ:

”یہ انتہائی بد قسمتی کی بات ہے کہ میونخ کے واقعہ پر تو ساری دنیائے رنج و الم کا اظہار کیا، لیکن عربوں کے خلاف اسرائیلی جارحیت اور عربوں کے کیمپوں پر اسرائیلی بمباری کی مذمت کی توفیق کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی رائے عامہ انتہائی بے حس ہو چکی ہے۔ خصوصاً اسلامی اور عرب ملکوں کے بارے میں یہ بے حس دشمنی سے کم نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو متحد ہونے کی اپیل کی اور یہ امید ظاہر کی کہ ان کی اس اپیل پر مسلمان لبیک کہیں گے۔“ (نوائے وقت ۱۵ ستمبر ۷۲ء)

لبیک لبیک! صدر بار لبیک! شاہ فیصل نے جو بات کہی ہے ہم حرف بہ حرف اس کی تائید کرتے ہیں۔ نہتے اور پُر امن شہریوں پر اسرائیلیوں نے جو بزدلانہ حملے کیے ہیں ہم ان کی پر زور شدید مذمت کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ عرب جب آواز دیں گے، ہم پاکستانیوں کو ان شاء اللہ اپنے پاس پائیں گے اور پوری غیرت اور ہمت کے ساتھ شانہ بشانہ ہو کر دشمنوں سے لڑیں گے۔

باقی رہا یہ شکوہ کہ عالمی رائے عامہ بے حس ہو چکی ہے، بالکل بجاہے۔ اس وقت بد قسمتی سے عالمی قیادت جن سپر طاقتوں کے ہاتھ میں ہے وہ ایک گہری سازش کے تحت مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ایک طرف قوم یہود کی پشت پناہی کر کے حملے کر رہی ہیں، دوسری طرف قوم ہنود کو شہ دے کر ایک عظیم اسلامی طاقت کے بجائے ادھیڑے میں مصروف ہیں اور تیسری طرف سے عالم اسلام کے اندر کچھ نام نہاد مسلمانوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

استعمال کر کے اسلامی برادری میں افتراق اور انتشار کو ہوا دے رہی ہیں تاکہ عالم اسلام کی ہوا اکھڑ جائے اور چوتھی اور بنیادی بات ہماری ”نامسلمانی“ ہمارے لئے وبال جان بن رہی ہے۔ یہ ناپاک ہاتھ جو پس پردہ ڈور ہلا رہے ہیں اگر ان کو اسلامی برادری نے بھانپنے کی کوشش نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ خاکم بدہن، ہمارا حال کل اس سے بھی برا ہو۔ عوام مسلمانوں کو چاہئے کہ ان خواص کو کانوں سے پکڑ کر نکال باہر کریں جن کی حماقتوں اور بے تدبیروں سے دشمنان اسلام کے مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔ اور روز افزوں ہمارا ملٹی مستقبل تاریک تر ہو تا جا رہا ہے۔

(A)

”گورنر پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر نے صوبائی وزراء کو ہدایت کی ہے کہ وہ چند روز کے لئے صوبے کے مختلف حصوں میں پھیل جائیں اور ذاتی طور پر وہاں کے جرائم کی صورت حال کا جائزہ لیں۔“

ہمارے نزدیک گورنر موصوف کا یہ ایک تجاہلِ عارفانہ اور تکلف ہے۔ ورنہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قائدِ عوام کی عوامی حکومت کے ان عوامی غنڈوں کی یہ کارستانیاں ہیں اور ان کی سرپرستی اور مشکل کشائی بھی انہی کے عوامی کارندے کر رہے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ لوگوں نے خود ہی ان کو اس راہ پر ڈالا ہے تو اس میں قطعاً مبالغہ نہ ہو گا۔ خود پولیس اس امر کی شاکہ ہے کہ ہر علاقہ میں ان کے عوامی ”رسہ گیر“ ان کو قانون کے تقاضے پورے کرنے نہیں دیتے۔

دراصل یہ ساری کم بختی اور قصور ان تہی دامن سیاستدانوں کا ہے جنہوں نے حصول اقتدار کے لئے ساج دشمن عناصر کو سینہ سے لگایا، ان کی پشت پناہی کی اور جرائم کے باب میں ان کی خوب ناز برداریاں کیں ورنہ ”چوری اور سینہ زوری“! ایک چور کے لئے آسان بات نہیں ہوتی۔

اگر پولیس کے ریکارڈ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جن کو داد گر سمجھا گیا ہے، اصلی ستم گر ہیں۔

ہمارے نزدیک ایک حکومت کی بدنامی اور ناکامی کے لئے یہ بات ثبوت ہے کہ ملک کے پُر امن شہریوں کی عزت و آبرو اور مال و جان کو تحفظ مہیا کرنے میں وہ ناکام رہے۔ غور فرمائیے کہ جو روٹی کپڑے کی امیدیں باندھ رہے تھے ان کو اب جان کے لالے پڑ گئے ہیں اور جو لوگ اربابِ اقتدار کو کرسیاں مہیا کر کے خوش حالی کی راہ دیکھ رہے تھے، اب

آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

والا قصہ ان کا بن گیا ہے۔ اس لئے مؤدبانہ التماس ہے کہ جناب کھر صاحب! قوم سے مذاق نہ کیجئے۔ دھ در دے تو دواد کیجئے! اور نہ دعا ہی کیجئے! ہم اسے ہی سہارا بنالیں گے۔

(9)

مرکزی وزیر تعلیم جناب عبد الحفیظ پیرزادہ نے قومی اجلاس کے دوران بتایا کہ:

جنوری سے جولائی تک کل ۴۱ ہزار روپے کی شراب درآمد کرنے کے لئے لائسنس جاری کئے گئے اور جماعت اسلامی کے غفور احمد کے سوال کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جواب میں کہا کہ:

”۱۹۶۹ء میں ۱۲ لاکھ ۵۹ ہزار اور ۱۹۷۱ء میں ۲۹ لاکھ ۵۸ ہزار روپے کی غیر ملکی فلمیں درآمد کی گئیں اور یہ بھی بتایا کہ سال رواں کے پہلے چھ ماہ میں ۳۱ لاکھ ۵۲ ہزار روپے کی فلمیں درآمد کرنے کے لئے جولائسنس جاری کئے گئے۔ ان کے علاوہ اسی سال ۳ لاکھ روپے کی الگ ادائیگی بھی کی گئی جو ان غیر ملکی فلموں کے سلسلہ میں تھی جو کرایہ کی بنیاد پر حاصل کی گئیں۔“

غور فرمائیے! یہ ان مسلمان عوام اور معاشرہ کی خدمت ہو رہی ہے جن سے کہا گیا تھا کہ روٹی، کپڑا اور مکان بھی دیں گے اور ایمان بھی۔ اصل بات یہ ہے کہ روٹی کپڑا اور مکان کا جو حشر ہوا، ایمان کا بھی اس سے مختلف نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہوا۔ بس

نہ خدا ہی ملانہ وصالِ صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

(۱۰)

پنجاب کے گورنر کھرنے اعلان کیا ہے کہ راولپنڈی سے واپسی پر دو نئے وزراء کا تقرر کریں گے، اس پر معاصر لکھتا ہے کہ: ”جب سے عوامی حکومت برسرِ اقتدار آئی ہے، ملازمت یا مزدوری ملے یا نہ ملے، وزارتوں کے دروازے کھل گئے ہیں۔ وزیروں، مشیروں، وزراء مملکت اور سپیشل اسٹنٹوں کی فوج ظفر موج سارے ملک میں نمایاں دکھائی دیتی ہے، ملک نصف رہ گیا ہے لیکن وزیروں اور مشیروں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے، ملک کو چلانے کے اخراجات بڑھ گئے لیکن کاروبار حکومت ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے۔ اتنے وزراء کے باوجود سرکاری دفاتر میں کام نہیں ہوتا۔ مسائل حل نہیں ہو رہے۔ ہم کسی کے رزق کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے نہ ہم کسی کے ارمانوں کا خون کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ غریب ملک ہے۔ یہ غریب صوبہ ہے۔ ہم اس غریب صوبے کے عوامی گورنر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے وزراء کی تعداد میں دو (۲) کا اضافہ کرنے کے بجائے دو چار کی کمی کر کے کفایت شعاری کی مثال قائم کریں۔ موجودہ دور میں وزراء کا تقرر دروازے پر ”سفید ہاتھی“ باندھ لے کر نہیں، پنجاب آخر کتنے سفید ہاتھی پالنے کا متحمل ہو سکتا ہے؟ کارخانے بند، کاروبار ٹھپ۔۔۔ آخر یہ وزیروں کے ٹھاٹھ باٹھ کیسے پورے ہوں گے۔“

اصل بات یہ ہے کہ وزراء کہ یہ تقرریاں نہ تو صرف محکمہ اور دفتری ضرورت کی بنیاد پر ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کی ذاتی صلاحیتوں سے عوام کو مستفید کرنے کے لئے۔ بلکہ صرف ”سیاسی رشوت کی کھیر“ بانٹنے کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر اربابِ اقتدار یہ جو اکیلنا چھوڑ دیں تو ان کی دیوارِ اقتدار شام سے بھی پہلے دھڑام سے نیچے آ رہے۔ یقین کیجئے، ان کی یہ دیوارِ اقتدار، دیوارِ گریہ نہیں ہے کہ اس پر بارانِ رحمت کا نزول ہو۔ یہ ایک قحبہ خانہ ہے، ہاں کام، دام سے چلتا ہے۔ جن کی جیب دام سے خالی ہے وہ یہاں بھی خالی وہ یہاں بھی خالی رہتا ہے اور وہاں بھی۔

معاصر موصوف وزراء کی بے جا تقرریوں کا رونا رو رہے ہیں، یہاں تو بیشتر دفاتر میں بھی افسروں اور کلرکوں کی کثیر تعداد کی کیفیت دروازے پر سفید ہاتھی باندھنے کے مترادف ہے۔ اصل روگ یہ ہے کہ صالح اور اہل حکمران نہیں رہے۔ اس لئے وہ اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لئے اس قسم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## روزہ اس کی اہمیت اور فضیلت

چوہدری عبدالحفیظ (ایم اے)

### لغوی معنی:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم لفظ ”صوم“ جسے قرآن حکیم میں ایک خاص عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے، کے لغوی معنی متعین کریں اور پھر دیکھیں کہ اس کا مفہوم کیا ہے۔ اس لفظ کا مادہ ص۔ و۔ م اور صوم کا لغوی معنی ہے ”کام سے رُک جانا“ کسی جگہ پر ٹھہر جانا۔ کھانے پینے، گفتگو کرنے اور چلنے سے رُک جانے کو بھی صوم کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ”صوم“ کا اطلاق صرف روزے پر ہی نہیں ہوتا بلکہ عربی میں کہتے ہیں۔ **صامت الريح** ہوا تھم گئی۔ **صام النہار** ظہر کا وقت ہو گیا (کیونکہ اس وقت آفتاب نصف النہار پر رکا ہوتا ہے)۔ اس سے پھر ”صامت الشمس“ بھی کہا جاتا ہے یعنی سورج نصف النہار پر مرکوز ہے۔ لہذا ”صوم الصائم“ سے مراد کھانے پینے اور ان تمام امور سے باز آ جانا ہے جن سے اسے منع کیا گیا ہو۔ گفتگو سے رُک جانے کو بھی ”صوم“ ہی کہتے ہیں۔ سورہ مریم میں ہے:

**إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا** (کہ بے شک میں نے خدا کی رضا کی خاطر چپ کا روزہ رکھا ہے)

اور ساتھ ہی تشریح بھی کر دی:

**فَلَنْ أَكَلِمَةَ الْيَوْمِ أَنْسِيًّا** (کہ میں آج کسی انسان سے بات نہ کروں گی)

قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کہ حضرت مریمؑ کا وہ روزہ کھانے پینے سے رُک جانے کا نہ تھا کیوں کہ اس سے پہلے خود خداوند کریم کی طرف سے انہیں حکم ہوا تھا:

**فَكُلِي وَاشْرَبِي** (کھجوریں کھا اور چشمے کا پانی پی، ہاں اگر کوئی آدم زاد آئے تو کہہ دینا میں نے خدا کی رضا کے لئے چپ کا روزہ رکھا ہے۔) عربی میں بعض اوقات ”قائم“ کو ”صائم“ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنی جگہ پر ساکت ہوتا ہے۔ نابغہ کا ایک شعر ”صوم“ کے اس لغوی معنی کو واضح کرتا ہے:

**خَيْلٌ صِيَامٌ وَخَيْلٌ غَيْرُ صَائِمَةٍ**      **تَحْتَ الْعِجَاجِ وَخَيْلٌ تَغْلُكُ اللَّجَمَا**

غبار جنگ کے سایے تلے کچھ گھوڑے ثابت قدم (صائم) ہیں اور کچھ گھوڑے حرکت کرتے ہوئے (غیر صائمہ) اپنی لگاموں کو چبار ہے ہیں۔ ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ:

”ہر وہ شخص، جانور یا چیز جو کھانے سے، گفتگو سے یا چلنے سے رُک جائے اسے ”صائم“ کہتے ہیں۔“

اس ساری بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ صوم کا لغوی معنی ہے ”کام سے رُک جانا“ خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



### اصطلاحی معنی:

اس لغوی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے ”صوم“ کا اصطلاح شرع میں معنی یہ ہوا کہ انسان کا سحری کھالینے کے بعد غروبِ آفتاب تک نہ صرف کھانے اور پینے سے رُک جانا بلکہ زبان کا جھوٹ، غیبت، چغلی اور یا وہ گوئی سے رُک جانا، ہاتھوں کا کسی کو ایذا دینے سے رُک جانا، پاؤں کا غیر شرعی سفر سے رُک جانا کانوں کا جھوٹ، غیبت، چغلی اور بے ہودہ باتوں کے سننے سے رُک جانا، نگاہوں کا خیانت سے رُک جانا، غرضیکہ ”صوم“ کا صحیح مفہوم ہی یہ ہے کہ ہر برائی اور ہر خطا سے اپنے دامن کو بچانا اور خدائے کریم کی مقرر کردہ حدود میں پابند رہنا۔

نماز ایک عبادت ہے۔ اس کی کچھ شرائط اور کچھ قواعد و ضوابط ہیں۔ مثلاً اگر بلا وضو نماز ادا کی جائے تو نماز نہیں ہوتی، یا نماز پڑھتے پڑھتے کسی سے گفتگو شروع کر دی تو بھی نماز باطل قرار پائے گی۔ بالکل اسی طرح اگر روزہ رکھ لینے کے بعد انسان جھوٹ، غیبت، چغلی، بہتان راشی، بیہودہ گوئی، سب و شتم اور دوسرے اعمالِ بد سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تو پھر یہ روزہ، روزہ نہیں بلکہ فاقہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

**من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه**

کہ (روزہ رکھنے کے بعد) جو شخص جھوٹ اور غلط کاموں کو ترک نہیں کرتا تو خدا کو اس کی بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں۔

### روزہ کی حکمت:

خداوند کریم نے اپنے بندوں کے لئے عبادات کے جتنے بھی طریقے بتائے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور پوشیدہ ہے۔ نماز خدا کے وصال کا ذریعہ ہے۔ اس میں بندہ اپنے معبودِ حقیقی سے گفتگو کرتا ہے۔ بعینہ روزہ بھی خدا تعالیٰ سے لو لگانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جہاں نماز کے بارے میں یہ ارشاد ہے:

**إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ** (کہ نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔)

وہاں روزے کے بارے میں فرمایا:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** (البقرة: آیت نمبر ۱۸۳)

کہ اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بنو۔

اس آیت میں روزہ کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ یہ تقویٰ کا باعث ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ روزہ دوسری تمام عبادات سے بوجہ منفرد ہے کہ یہ خدا اور بندے کے درمیان راز و نیاز کا معاملہ ہے جبکہ دوسری تمام عبادات مثلاً نماز، حج اور قربانی وغیرہ ظاہری عبادات ہیں جو ظاہری حرکات و سکنات سے بے نیاز ہونے کے باعث ریا جیسی بیماری سے جو کہ بڑی بڑی عبادتوں پر پانی پھیر سکتی ہے۔ محفوظ و مامون ہے اس لئے کہ روزہ دار کے روزہ کی حقیقت (کہ وہ روزے سے ہے یا نہیں) خداوند تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر ایک آدمی وضو کرتے ہوئے تین دفعہ کلی کرتا ہے۔ اس وقت پانی اس کے منہ میں ہوتا ہے۔ وہ چاہے تو اس پانی کا اکثر حصہ اپنے حلق میں اتار سکتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی اس حرکت کو نہیں

**محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

دیکھ سکتی۔ لیکن ایک چیز اسے پانی کا ایک قطرہ بھی شدید پیاس کے باوجود حلق میں پانی اتارنے سے باز رکھتی ہے اور یہ چیز خداوند کریم کا خوف ہے جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اپنی خواہش پر اس نے غلبہ پالیا اور یہ تقویٰ (خواہشات پر کنٹرول) انسان کی ساری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے مثلاً اگر وہ دوکاندار ہے تو میزبان میں کمی بیشی کا مرتکب نہ ہو گا اگر کپڑے کا تاجر ہے تو ماپ میں ہیرا پھیری کی خواہش کا گلا گھونٹ دے گا۔ اگر کسی میڈیکل ہال کا مالک ہے تو دواؤں پر ناجائز منافع حاصل کر کے حصول زر کی خواہش کا احترام نہ کرے گا اور اگر ڈاکٹر ہے تو پانی میں رنگ ملا کر غریب مریضوں کا خون چوسنے اور اس طرح زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی خواہش کا حصول اس کے لئے ناممکن ہو گا۔ علیٰ ہذا القیاس روزہ انسان کے نفس کی اس طرح سے تربیت کرے گا کہ ہر لمحہ خوفِ خدا اس کو گناہوں سے باز رکھے گا اور برضا الہی اس کا مقصود ہوگی جو خداوند کریم سے اس کی قربت کا باعث بنے گی۔ اس لئے خداوند کریم نے فرمایا:

”الصوم لی وانا اجزی بہ“ (حدیث قدسی) کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر عطا کروں گا ﷺ۔

دوسری حکمت یہ بیان فرمائی:

وَلْيُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلْيُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

تاکہ تم روزوں کی گنتی پوری کرو (یعنی روزے پورے رکھو) اور ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت کے گن گاؤ۔ اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ تاکہ تم اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔

گویا روزے میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ ہم خداوند کریم کی قدر و منزلت پہچانیں اور اس کی ان نعمتوں کا، جو ہم کھاتے ہیں، شکر بجالائیں اور ظاہر ہے یہ چیز بھی رضا و خوشنودی الہی کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے قربت کا ایک ذریعہ ہے۔

روزے کے فوائد۔ مادی اور روحانی:

اسلامی عبادات میں ظاہری اور باطنی ہر قسم کی پاکیزگی کا التزام ہر جگہ موجود ہے۔ نماز اگر آئینہ دل کو مجلیٰ اور مصفیٰ کرتی ہے تو وضو جسمانی طہارت اور پاکیزگی کے لئے نماز کی اولیں شرط قرار پایا۔ اسی طرح اگر عورت کو نقاب اوڑھنے کا حکم دیا تو ساتھ قید بھی لگائی:

قُلْ لِلنَّوْمَنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

کہ اے رسول ﷺ! مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اور یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جس عورت کی نگاہ عصمت و عفت اور فطری حیا سے خالی ہے۔ اس کے لئے اگر لاکھ نقابوں کا اہتمام بھی کر لیا جائے تو وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جس کے لئے ”یغضضن من ابصارھن“ کی ضرورت پیش آئی۔

اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ روزہ کے علاوہ باقی عبادات خداوند کریم کے لئے نہیں ہیں اور ان کا اجر بھی کوئی اور عطا کرے گا بلکہ اس کی وجہ روزے کی افضلیت ہے۔ افضلیت ہے۔ کیونکہ یہ خالق و مخلوق، مالک و مملوک اور بندہ اور آقا کے درمیان ایک راز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کی حقیقت ماسوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ اس کا خصوصی اجر عطا فرمائیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

روزہ بھی اس حکمت سے خالی نہیں۔ روزہ سے جہاں انسان کی باطنی طہارت اور روحانی صحت کا التزام کیا گیا ہے وہاں اس کی جسمانی صحت اور نظام انہضام کی خرابیوں کا علاج بھی اس میں موجود ہے۔

پھر یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کثرت خوری اور وقت بے وقت کھانا معدے کی امراض کا موجب ہیں۔ اس سے جسمانی نشوونما صحیح طریق پر نہیں ہوتی بلکہ غیر متناسب غذا اور کھانے کے غیر متعین اوقات کی بدولت اکثر لوگ لب گور پہنچ جاتے ہیں۔ سال بھر کی ان بے قاعدگیوں کو روکنے اور صحت اور تندرستی کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے یہ لازم تھا کہ انسانوں کو تیس روز تک پابند کیا جاتا کہ وہ متعین وقت پر کھائیں پئیں اور مقررہ وقت کے بعد کھانے پینے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ یہ کیسی حکمت ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ انسان جسمانی صحت بھی حاصل کرتا ہے اور روح کی بالیدگیوں کے ساتھ ساتھ اس کی جسمانی صحت بتدریج کمال حاصل کرتی جاتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ رمضان میں اکثر لوگوں کی جسمانی بیماریاں محض کھانے کے اوقات کی پابندی کی بنا پر خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے مفسرین اور ائمہ مجتہدین نے روزے کی دوسری حکمتوں کے ضمن میں حکمت صحت جسمانی کا ذکر بھی کیا ہے۔

خود آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

”روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے۔“

یعنی جس طرح زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے جسم بھی بیماریوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ بسیار خوری سے مادیت کا غلبہ بڑھتا ہے اور شہوانی جذبات حملہ آور ہوتے ہیں۔ روزے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دن بھر بھوکے پیاسے رہنے سے جسمانی اعضاء میں کچھ کمزوری آ جاتی ہے جس سے شہوانی جذبات کے حملے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ بھوک اور پیاس جنسی جذبات کی برا نگینت کو کچل دیتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”الصوم جنة“ کہ روزہ ڈھال ہے۔

اس سے مراد صرف یہی نہیں کہ یہ صرف دوزخ کی آگ سے ڈھال ہے بلکہ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ روزہ جنسی ہیجان نیز مادی اور روحانی ہر قسم کی بیماریوں کے لئے ڈھال ہے اس طرح کہ بھوک پیاس اس کی جنسی خواہشات کو دبا کر اسے خداوند کریم کی طرف راغب کرتے ہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے:

يا محشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر وأحفظ للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فإن له وجاء

کہ اے نوجوانو! تم میں سے جسے نکاح کرنے کی توفیق ہو اسے چاہئے کہ ضرور نکاح کرے، کیونکہ نکاح شرم و حیا اور شرمگاہ کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ مفید ہے اور جس نوجوان کو نکاح کی استطاعت نہ ہو اسے لازم ہے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ جنسی ہیجان کا تدارک کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزہ جسم اور روح کے توازن کو برقرار رکھنے کا نام ہے۔ جس انسانیت سے مادیت کے طوفان ہر آن اٹھتے رہتے ہیں اگر ان طوفانوں کے سامنے بند نہ باندھا جائے تو یہ خاکی بدن ہوئی دھوس کا مظہر بن کر رہ جائے، خواہشات نفسانی اس قدر سرکش اور غالب ہو جائیں کہ انسان ان پر کنٹرول نہ کر سکے۔ لہذا خداوند کریم نے ضبطِ نفس اور مادیت کے غلبے سے بچانے کے لئے روزے جیسے عظیم عبادت کا انعام اسے عطا فرمایا تاکہ اس کی روح اور جسم میں توازن برقرار رہے اور نفس انسانی مطیع و منقاد ہو کر خدا کی یاد میں لگن رہے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ مطلب ہر گز اخذ نہ کرنا چاہئے کہ اسلام رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے اور بدھ مذہب یا ہندومت کی طرح نفس کشی کی ترغیب دیتا ہے۔ بلکہ اس حدیث کے بارے میں فقہاء کا استدلال یہ ہے کہ روزے سے انسان خوراک کی ایک مناسب مقدار پر قناعت کرنے پر مجبور ہوتا ہے جس سے اس کے بدن میں کمزوری تو ضرور آتی ہے جو بدن میں جنسی تحریک کی مدافعت کا باعث بنتی ہے لیکن غذا کی کمی اسلام کا منشا نہیں۔ اسلام یہ سبق نہیں دیتا، کہ انسان ایسی ضروری غذا سے بھی اپنے آپ کو محروم کرے جس سے اس کی صحت کا دیوالیہ نکل جائے۔ غذا کو اس حد تک کم کر دینا جو بدن میں قوت و توانائی برقرار نہ رکھ سکے یا ایسی ریاضت یا محنت شاقہ جس میں بدن ٹوٹ جائے، ریاضت یا عبادت نہیں بلکہ وہ ایک سزا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے، وہ نہیں چاہتا کہ انسان اپنے آپ کو خواہ مخواہ ہلاکت کے سپرد کر دے۔ اسی لئے فرمایا:

لَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (کہ تم اپنی جانوں کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ ڈالو)  
دوسری جگہ فرمایا:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ  
وہ (خدا) تمہیں سہولت دینا چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔  
پھر رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ

کہ طاقت ور مومن خدا کو نحیف و نزار مومن سے زیادہ محبوب ہے اور ان دونوں میں بھلائی ہے۔

پس روزے کا مقصد یہ نہیں کہ اس سے جنسی جذبات کا خاتمہ مقصود ہے بلکہ روزہ تو ایک ایسی پوشیدہ عبادت ہے جس کا ظاہر داری سے کوئی تعلق نہیں، اس کی اہمیت بھوک پیاس سے نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان ہر قسم کی خواہشات نفس سے بچا رہے، خطاؤں سے اجتناب کرے، اپنے نفس کی اصلاح اور اس کی پاکیزگی و طہارت پر کمر بستہ رہے تاکہ روزہ اس تقویٰ کو حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے جس کے لئے یہ فرض کیا گیا ہے۔

روزہ مشکل مہمات میں ثابت قدم رہنے میں بھی مدد و معاون ہے۔ روزے کا مقصد ضبطِ نفس ہے اور ضبطِ نفس اصل جہاد ہے۔ اگر انسان میں بھوک پیاس برداشت کرنے کی اہمیت پیدا نہ ہوگی تو وہ مشکلات کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اسلام میں جہاد بھی ایک فرض اور ایک عبادت ہے۔ اس فرض کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادائیگی کے لئے بلند حوصلہ، استقامت اور مہم جوئی کی خصوصیات مطلوب ہیں۔ ہر قسم کے تلخ اور تند موسم میں سفر کرنے والے مجاہدوں کے لئے صبر اور بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت ایسی صفات ہیں کہ ان کے بغیر مجاہد صحیح معنوں میں مجاہد نہیں کہلا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے ننگے پاؤں چلنے کی مشق کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ مسلمان کی زندگی میں ایسے حالات بھی رونما ہو سکتے ہیں، جہاں اسے جسمانی مشقتیں برداشت کرنا پڑیں یا فاقہ کشی کی نوبت آئے، موسم گرم ہو یا سرد، دن ہو یا رات، سفر ہو یا حضر، مجاہدین اسلام کو ہر حال میں دشمن کے سامنے دینہ سپر ہونا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ مجاہدین کی جسمانی تربیت اور فوجی ٹریننگ کا ذریعہ بھی ہے۔ تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ غازیانِ صف شکن کئی کئی فاقے کی صعوبتیں جھیلتے ہوئے بھی دشمن کے سامنے ڈٹے رہتے۔ جنگ خندق کے موقع پر صحابہ کرام اور آنحضرت ﷺ کو بھی تین روز سے فاقہ تھا مگر اس کے باوجود حوصلے بلند اور ولولے جوان تھے۔ اور یہ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ مسلمانوں نے بڑے بڑے مصر کے رمضان کے مہینے میں ہی سر کیے۔ کفر اور اسلام کا پہلا معرکہ غزوہ بدر رمضان المبارک میں ہی سر ہوا۔

روزے کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ ایک مسلسل عبادت ہے اور روزہ دار سحری سے غروب آفتاب تک کا سارا وقت خدا کی عبادت میں بسر کرتا ہے۔ ایک نماز پڑھ لینے کے بعد ممکن ہے۔ آپ دوسری نماز تک یاد خدا سے غافل ہو جائیں۔ کاروبارِ حیات میں غفلت انسان کو خدا سے دور رکھے مگر روزہ رکھ لینے کے بعد اگر آپ زبان سے خدا کو یاد نہ کریں تو بھی آپ خدا کی عبادت میں تصور کیے جائیں گے اگرچہ تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے کہ روزہ دار سحر سے لے کر افطار تک ہر لمحہ اور ہر گھڑی خدا کی یاد میں مگن رہتا ہے کیونکہ جب اس کے دل میں یہ احساس جاگ اٹھتا ہے کہ وہ خدا کی خوشنودی کی خاطر بھوک پیاس کو برداشت کرنے کی پابندی قبول کر چکا ہے تو وہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کا کوئی بھی لمحہ یاد خدا سے غفلت میں بسر نہ ہو۔ چہ خوب ۔

صرف عصیاں ہو اوہ لحظہ سحر

جو تری یاد میں بسر نہ ہوا

اطاعت کا اصل مقصد ہی خدا کی یاد ہے اور اس کی یاد ہی اس کی اطاعت کی اساس ہے اور یاد خدا انسان کو تمام برائیوں سے روک دیتی ہے۔ اس عبادت کا یہی اہم تقاضا ہے کہ ہم دن بھر کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے اس عبادت کی روح زخمی ہو۔

یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ صرف کھانے پینے سے رک جانا ہی ”روزہ“ نہیں کہلاتا بلکہ روزے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نہ صرف کبیرہ گناہوں سے رک جائیں بلکہ لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ، چھینا چھٹی، غیبت جھوٹ اور مکرو فریب جیسی حرکاتِ شنیعہ سے بھی باز آجائیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يجھل وان جھل عليه احد فليقل اني امرء صائم

کہ جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اسے بد زبانی، کج روی اور جہالت سے باز رہنا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی شخص روزے دار کے ساتھ زیادتی کرے تو اسے کہہ دینا چاہئے، میاں! میں تو روزے سے ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**الصيام جنة من النار كجنة احدكم من القتال مالم يغررها بكذب وغيبة**

کہ جس طرح میدان جنگ میں دفاع کے لئے ڈھال ہوتی ہے۔ روزے تمہارے لئے اسی طرح آگے کے لئے ڈھال ہیں۔ جب تک کہ انسان اس ڈھال (روزہ) کو جھوٹ اور غیبت سے توڑ نہ ڈالے۔

آنحضرت ﷺ نے ہی ایسے روزے دار کے متعلق فرمایا:

**رب صائم ليس له من صيامه الا الجوع ورب قائم ليس له من قيامه الا السهر**

کہ کتنے روزے دار ہیں جن کے حصے میں، ان کے روزے سے صرف بھوک آتی ہے اور کتنے شب بیدار ہیں جنہیں بیداری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ان گزارشات کے پیش نظر روزے کی اہمیت کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ بدبخت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کی فضیلتوں سے فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

**عليكم بالصوم فانه لا مثل له**

تم پر روزہ رکھنا فرض ہے کہ روزے جیسی عبادت کی کوئی مثال نہیں۔

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

**من افطر يوما من رمضان من غير عذر ولا مرض لم يقضه صيام الدهر وان صامه**

جس نے ماہ رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر کسی (شرعی) عذر یا بیماری کے ترک کیا تو وہ قیامت تک بھی لگاتار روزے رکھتا رہے تو اس روزے کی قضا ادا نہیں ہو سکتی۔

## روزہ کی فضیلت:

جب ہم روزے کی فضیلت کا ذکر کرتے ہیں تو دو چیزیں ذہن میں اُبھرتی ہیں۔ بعض لوگ رمضان کی فضیلت کو ہم معنی سمجھتے ہیں، لیکن اگر بنظرِ غائر قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ماہ رمضان کی فضیلت ایک الگ پہلو ہے اور روزے کی فضیلت ایک جدا موضوع ہے۔ ہم رمضان کی فضیلت کو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ یہاں صرف روزے کی فضیلت یا روزہ رکھنے والے کی عزت و عظمت پر بحث کرتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح ”رمضان“ تمام مہینوں سے افضل ہے اسی طرح روزہ بھی عبادات میں افضل ترین نہیں تو افضل تر ضرور ہے۔ روزہ دار کی جو قد و منزلت خدا کی نگاہ میں ہے۔ اسے حدیث کے الفاظ ہی میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

**محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

قال الله عز وجل كل عمل ابن آدم له الا الصيام فانه لي وانا اجزي به والذي نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك

ابن آدم ہر عمل اپنے لئے کرتا ہے مگر روزہ صرف میری خاطر رکھتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بدبو خدا تعالیٰ کے نزدیک مشک و عنبر سے بھی زیادہ فرحت افزا ہے۔  
مسلم شریف میں الفاظ اس طرح ہیں:

ولخلوف فيه اطيب عند الله من ريح المسك

ذرا غور کیجئے کہ وہ خالق و مالک، وہ جبار و قہار اپنے حقیر بندے کی کتنی تعظیم کرتا ہے کہ ہمارے منہ کی بو بھی اسے کستوری سے زیادہ پاکیزہ معلوم ہوتی ہے۔

روزے دار کی دوسری فضیلت آپ نے یہ فرمائی:

للصائم فرحتان يفرحهما، اذا افطر فرح واذالقي ربه فرح بصومه

روزے دار کے لئے دو خوشی کے مواقع ہیں۔ پہلا موقع تو وہ ہے جب ہر شام وہ روزہ افطار کرتا ہے تو اسے ایک خاص روحانی خوشی ہوتی ہے اور دوسرا موقع وہ ہے کہ جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے بہت خوش ہو گا۔  
آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”نمازی کو جنت میں داخل ہونے کے لئے ”باب الصلوٰۃ“ سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہے اسے ”باب الجہاد“ سے ندادی جائے گی۔ جو شخص روزے دار ہے اسے ”باب الریان“ سے پکارا جائے گا۔ جو صاحب الصدقہ ہے اسے ”باب الصدقہ“ سے جنت میں داخلے کی دعوت دی جائے گی۔“  
سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”ریان“ کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزے دار جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کو اس دروازے سے داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ فرشتے پکاریں گے روزے دار کہاں ہیں؟ روزے دار اس آواز کو سن کر جنت میں داخل ہونے کے لئے اس دروازے کی طرف بڑھیں گے اور جب روزے دار جنت میں ہو جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔ پھر کوئی شخص اس دروازے سے داخل نہ ہو سکے گا۔

قارئین کرام! روزے کی فضیلت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ قیامت کے دن روزے داروں کو امتیازی حیثیت سے جنت میں بھیجا جائے گا۔  
حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما من عبد يصوم يوما في سبيل الله الا باعد الله بذلك اليوم وجهه عن النار سبعين خريفاً

کہ جو شخص لوجہ اللہ ایک دن کا روزہ رکھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ایک روزے کی برکت سے اس کے چہرے کو ستر برس مدت کی مسافت تک آگ سے دور کر دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس سے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ اگر ایک روزہ رکھنے والا آگ سے اس قدر دُور مسافت پر ہو سکتا ہے تو رمضان المبارک کے سارے روزے رکھنے والا کس قدر عظیم ثواب اور انعام کا مستحق ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

**من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم له من ذنبه**

کہ جس شخص نے ایمان اور ایقان کی دولت سے سرشار ہو کر رمضان کے روزے پورے کر لئے اس کے پچھلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے۔ ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**فمن صامہ وقامہ ایمانا واحتسابا خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ**

کہ جس نے رمضان کو ایمان اور احتساب سے پورا کر لیا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح بری ہوتا ہے جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔ روزے دار کے لئے یہ خوشخبری کس قدر عظیم ہے کہ رمضان المبارک کے پہلے دس دن خدا تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہیں۔ ”اولہ رحمة“ اگلے دس دن اس کی مغفرت کے لئے مقرر ہیں ”اوسطہ مغفرة“ اور آخری دس دن دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا پروانہ ہیں ”آخرہ عتق من النار“

یہ فضیلت بھی روزے دار کے حصے میں آئی ہے کہ ماہ رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے ”لَيْلَةُ الْقَدَرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ“ وہ لوگ جو تومند اور توانا ہو کر بھی روزہ رکھنے کی سعادت سے محروم رہتے ہیں کتنے بد بخت اور بد نصیب ہیں کہ وہ اس رات کی فضیلتوں سے اپنی جھولیاں نہیں بھرتے اور کتنے خوش نصیب اور بامراد ہیں وہ روزے دار جو اس رات کے انوار اپنے سینوں میں سمیٹ لینے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ وہ رات ہے جس رات جبرائیلؑ اپنے لاؤ لشکر سمیت بندگان خدا کو اپنے آقا کے حضور سر بسجود دیکھنے کو زمین پر اتر آتے ہیں۔ ”تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ“ اس رات کی فضیلت کوئی صاحب دل ہی بتا سکتا ہے۔ ”سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ“ کہ فجر کا نور طلوع ہونے تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

رات کی تنہائیوں میں کیونکر آقا و غلام ہم کلام ہوتے ہیں اور آقا اپنے غلاموں پر رحمت اور برکت کی کون سی بارشیں نازل کرتا ہے یہ سب راز و نیاز کی باتیں ہیں۔ ہم تو صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ روزے داروں کے لئے رمضان میں اس رات سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں۔ روزہ کیس عبادت ہے کہ یہ خود بھی فضیلت ہے اور اس کی افطاری بھی فضیلت ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

**من فطر فيه صائما كان مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وكان له مثل اجره غير ان ينقص من اجره شيئا قالوا يا رسول الله ليس كلنا يجد ما يفتقر الصائم فقال رسول الله ﷺ يعطى الله هذا الثواب من فطر صائما على تمر او شربة ماء او مذقة لبن**

کہ جس نے کسی روزے دار کی افطاری کا انتظام کیا تو یہ افطاری اس کے گناہوں کے لئے بخشش اور اسے دوزخ سے بچانے کا ذریعہ ہوگی اور جس کی افطاری کروائی گئی، اور جس نے افطاری کروائی ان کے اجر میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔ صحابہؓ نے گزارش کی، اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سب کو تو محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کسی کی افطاری کا اہتمام کرنے کی توفیق نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، خدا یہ ثواب اس شخص کو بھی برابر عطا کرتا ہے جو ایک کھجور، پانی کے ایک گھونٹ یا دودھ کی ایک چٹلی سے کسی کا روزہ افطار کروادے۔

ایک جگہ فرمایا:

**من اسقى صائماً سقارہ اللہ من حوضی شربة لا یظہاء حتی یدخل الجنة**

کہ جو شخص کسی روزے دار کو جی بھر کر پانی پلا دے (یا پُر تکلف افطاری کا اہتمام کرے) تو خدا تعالیٰ اس کو میرے حوض کوثر سے اس طرح سیراب کریں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس محسوس نہ ہوگی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

**اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکۃ فمن لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طہور**

کہ جب روزہ افطار کرنا چاہو تو کھجور سے افطار کرو کیونکہ یہ باعث برکت ہے۔ اگر کھجور میسر نہ آئے تو پانی سے چھوڑ لو، یہ باعث طہارت ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے سعد بن معاذ کے پاس روزہ افطار کیا اور فرمایا:

**افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الا برار وصلت علیکم الملائکۃ**

تمہارے پاس روزہ داروں نے روزہ افطار کیا اور تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور تم پر فرشتوں نے دعا کی۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ام عمارہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

**ان الصائم تصلی علیہ الملائکۃ اذا کل عندہ حتی یفرغوا ورمما قال حتی یشبعوا**

کہ جب کچھ لوگ کسی روزہ دار کے ہاں روزہ افطار کریں تو فرشتے اس روزہ دار پر درود بھیجتے ہیں۔ جب تک وہ افطاری سے فارغ نہ ہو جائیں۔ یا جب تک افطاری والوں کا پیٹ نہ بھر جائے۔

ایک روایت میں ہے:

**الصائم اذا اکل عندہ البفطیر صلت علیہ الملائکۃ**

خدا تعالیٰ کو وہ بندہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو افطاری میں جلدی کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

**احب عبادی الی اعجلهم فطراً**

ایک جگہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

**لا یزال الناس بخیر ما عجّلوا الفطر**

لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک کہ وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔

ایک جگہ فرمایا:

**محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ**

### لا يزال الدين ظاهراً ما عجل الناس الفطر

کہ یہ دین اس وقت تک دوسرے تمام دینوں پر غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے!  
اب تصور کیجئے کہ خدا نے ہمیں روزے کا حکم دیا مگر ساتھ ہی اس کی منشا یہ ہے کہ اس کے بندے حد سے زیادہ تکلیف نہ اٹھائیں۔ لہذا اس آسانی اور سہولت کو بھی ایک انعام قرار دیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ افطاری میں جلدی ہی اصل بھلائی اور نیکی کی راہ ہے۔ روزہ جلدی افطار ہم کریں، اپنی پیاس ہم بجھائیں اور ساتھ اس کی رحمت اور برکت کے مستحق قرار پائیں۔

قارئین محترم! روزے کی فضیلتوں کا بیان کہاں تک کیا جائے۔ روزہ خود بھی برکت، اس کے لئے سحری کھانا بھی برکت اور روزہ افطار کرنا بھی برکت ہے۔ سحری اور افطار کی خوراک اگرچہ دیسی ہی ہوتی ہے جو ہمارے روزمرہ کے معمولات میں داخل ہے مگر روزے دار کے لئے یہ بھی باعثِ فضیلت بن جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

### تسحروا فان في السحور بركة

تم سحری ضرور کھایا کرو کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

ایک جگہ فرمایا: استعينوا بطعام السحر على صيام النهار

کہ دن کا روزہ رکھنے کے لئے سحری کے کھانے سے مدد لیا کرو۔

یہ بات بھی سحری کھانے کی ترغیب کے لئے کہی گئی۔ ایک جگہ فرمایا:

عليكم بغداء السحور فانه هو الغداء المبارك

کہ سحری تم پر لازم ہے کیونکہ وہ مبارک کھانا ہے۔ ایک جگہ فرمایا:

السحور كله بركة فلا تدعوه ولو ان يجرع احدكم جرعة من ماء فان الله عز وجل وملائكته يصلون على

### المتسحرين

سحری کا کھانا پینا سب برکت ہے لہذا تم اسے ہرگز نہ چھوڑو۔ خواہ انسان پانی کا ایک گھونٹ پی کر ہی سحری کیوں نہ کرے (یعنی اگر کھانے کی حاجت نہیں تو پھر بھی کم از کم پانی کا ایک گھونٹ ضرور پی لینا چاہئے) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے مقرب فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

ذرا سوچئے! کھانا ہم کھاتے ہیں۔ رب العزت کی انواع و اقسام کی نعمتوں پر ہاتھ ہم صاف کرتے ہیں۔ مگر لذتِ کام و دہن اور زبان کے چٹکارے کے ساتھ ساتھ اس کی رحمتوں اور برکتوں کے سزاوار بھی گردانے جاتے ہیں۔ الحمد للہ!

دل سے ایک صدا اُٹھتی ہے۔ مولایہ تیرا اتنا بڑا کرم ہے، یہ بے پایاں انعام، یہ تیری رحمتوں کے خزینے، یہ تیری برکتوں کے خزینے، یہ تیری برکتوں کی موسلا دھار برسنے والی بارشیں۔ ہم عاجز بندوں پر، ہم گنہگار اور پانی انسانوں پر! مولانا تو کتنا عظیم ہے! مولانا تو کتنا کریم ہے! مولانا تو کیسا خالق و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



مالک اور آقا ہے! ہم نے دیکھا ہے کہ اس دنیا میں انسان دولت کے چند سکوں کی شہ پا کر انسان کو انسان نہیں سمجھتے! مگر تو قادرِ مطلق ہو کر بھی! **علی** **کل شیء قدیر** ہو کر بھی، جبار و قہار ہو کر بھی۔ اپنے بندوں پر درود بھیجتا ہے۔ تو ہی نہیں تیری نورانی مخلوق بھی ان بندوں پر درود بھیجتی ہے جو سحری کھا کر اپنے ہی پیٹ کی آگ بجھاتے ہیں۔ یہ تیرا کتنا بڑا کرم ہے کہ تو ان بندوں کو اپنے سلام اور درود کا مستحق جانتا ہے۔ جو سارا سال تیری یاد سے غافل رہتے ہیں۔

مولائے کریم! تو واقعی بڑا عظیم ہے۔ تو غفور و رحیم ہے۔ مولا! یہی دعا ہے کہ تو ہمیں اپنے احکام کی پابندی اور اسوۂ رسول ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق دے (آمین) اے اللہ! رحمتی **وسعت کل شیء** تیرا فرمان ہے۔ اے باری تعالیٰ! **”رحمتی سبقت علی غضبی“** تیرا ارشاد ہے۔ یا اللہ العالمین! **”انت مقصودی و رضاک مطلوبی“**

## دنیا

عبدالرحمن عاجز مالیر کوٹلوی

یہ نظم ذو قافیتیں (دو قافیہ والی) ہے

کمال فکر و دانش ہے زوالِ رغبتِ دنیا!	زوالِ فکر و دانش ہے کمالِ قربتِ دنیا
یہ دنیا ہے، نہ کراس میں ملالِ کلفتِ دنیا	غلط ہے راہِ دنیا میں خیالِ راحتِ دنیا
نہ لالہ پر کبھی اے دل! سوالِ ثروتِ دنیا	کہ ثروت ساتھ لاتی ہے خیالِ عشرتِ دنیا
خیالِ عشرتِ دنیا سے فتنے جاگ اٹھتے ہیں	انہیں فتنوں کا مظہر ہے زوالِ حشمتِ دنیا
وہ رہتے ہیں ہمیشہ شادماں اپنی فقیری پر	جنہیں ہے علمِ انجامِ جلالِ سطوتِ دنیا
محبت کرنے دنیا سے کہ اس کو چھوڑ جانا ہے	رولائے گادِ رحلتِ مالِ الفتِ دنیا
اگر ہے آج تیرے پاس توکل ہے ان کے ہاتھوں میں	ہمیشہ منقلب رہتا ہے حالِ دولتِ دنیا
جفا و جورِ قہر و جبرِ مغروری و بدکاری	یہ ہیں ساری علاماتِ وبالِ ثروتِ دنیا
پہنچنا ہے تجھے منزل پہ منزل دُور ہے عاجز	
سنبھل، اٹھ، جاگ اے محوِ جمالِ جنتِ دنیا	

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## سیاست دان ابن تیمیہ کی نگاہ میں

ادارہ

### مختصر تعارف:

حضرت امام ابن تیمیہؒ ۶۸۸ھ / ۱۲۸۸ء آٹھویں صدی کے ”مجاہد مجدد“ ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”اسلام میں سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء فضلاء، مجتہدین ائمہ فن اور مدبرین ملک گزرے لیکن مجدد یعنی ریفارمر بہت کم پیدا ہوئے۔ مجدد یا ریفارمر کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں:

1. مذہب یا علم یا سیاست (پالیٹکس) میں کوئی مفید انقلاب پیدا کر دے۔
2. جو خیال اس کے دل میں آیا ہو کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو بلکہ اجتہادی ہو۔
3. جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں، جان پر کھیلا ہو، سرفروشی حاصل کی ہو۔

یہ شرائط قدامت میں بھی بہت کم پائے جاتے تھے اور ہمارے زمانے میں تو رفاہی ہونے کے صرف یورپ کی تقلید کافی ہے۔ تیسری شرط اگر ضروری قرار دی جائے تو امام ابو حنیفہؒ، امام غزالیؒ، امام رازیؒ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس دائرے میں آسکتے ہیں۔ لیکن جو شخص ریفارمر کا اصلی مصداق ہو سکتا ہے وہ علامہ ابن تیمیہؒ ہیں۔ ہم اس بات سے واقف ہیں کہ بہت سے امور میں امام غزالیؒ وغیرہ کو ابن تیمیہؒ ترجیح ہے لیکن وہ امور مجددیت کے دائرے سے باہر ہیں۔ مجددیت کی اصلی خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔ (مقالات شبلی)

سیاست پر ”السیاسة الشرعية في اصلاح الراعى والرعية“ کے نام سے حضرت امام ابن تیمیہؒ نے ایک چھوٹا سا مضمون تحریر فرمایا تھا، جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ انہوں نے اس میں ایک جگہ ”سیاستدانوں“ کا بھی جائزہ لیا ہے اور ان کے فرائض اور کردار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

اس فرصت میں ہم اس کا حاصل پیش کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ یہ وقت کی آواز بھی ہے اور دل کی صدائے دلگداز بھی۔ اس وقت میرے سامنے اس کا جو نسخہ ہے وہ مصر میں ”مطبعہ خیر“ کا مطبوعہ ہے جو ۱۳۲۲ میں طبع ہوا تھا۔ فرمایا: سیاستدانوں کی تین قسمیں ہیں:

### اپنی برتری کے خبطی:

ایک گروہ وہ ہے جس کو دنیا میں اپنی برتری کا خبط اور تخریبی کارروائیوں کا چرکا ہے ان لوگوں کو عاقبت اور اپنا انجام بالکل دکھائی نہیں دیتا۔ چونکہ ان کا ترکش حیات عمل صالح اور کردار کے تیروں سے خالی ہے اس لئے وہ اپنی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے یہ رائے رکھتے ہیں کہ اپنی شان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وشوکت اور ہر دل عزیزی کو قائم رکھنے کے لئے ”داد و دہش“ کرنا ضروری ہے یعنی روٹی کپڑے کا جال بچھا کر لوگوں کا شکار کیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مال ناجائز طریقے سے حاصل کیا جائے۔ چنانچہ پہلے وہ لوگوں کو لوٹتے پھر سیاسی رشوت کے طور پر اسے لٹاتے ہیں۔ (فصار و افہام بین وہابین)

ان کا کہنا ہے کہ سیاسی رشوت دیئے بغیر کرسی اقتدار کا تحفظ ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ جب کوئی ایسا بے لوث جو کھانے کھلانے کی بات نہیں کرتا، آجاتا ہے تو حکام بالاکہ نگاہ کرم بدل جاتی ہے اور اسے معزول کر کے دم لیتے ہیں (سخط علیہ الروساء وعز لہ) یہ وہ طبقہ ہے جس نے دنیا کو ہی سبھی کچھ سمجھ لیا ہے اور آخرت کو مہمل جان کر نظر انداز کر دیا ہے اگر توہ کر کے اصلاح حال کی طرف توجہ نہ دی تو دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے ان کا انجام برابر آمد ہو گا۔ (فعاقبتہم عاقبة رديئة في الدنيا والاخرة)

### اللہ سے ڈرنے والے:

لیکن دوسرے وہ لوگ ہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں اور اپنے ایمان پر قائم ہیں جو ان کو مخلوقِ خدا پر ستم ڈھانے اور ناجائز کاموں کے ارتکاب کرنے سے باز رکھتا ہے لیکن بایں ہمہ وہ بھی یہ یقین رکھتے ہیں کہ غلط راہ چلے بغیر سیاست چلتی نہیں۔ (لکن قد يعتقدون مع ذلك ان السياسة لا مما يفعله اولئك من الحرام)

بسا اوقات بزی، بخیلی اور تنگ ظرفی کے بھی وہ بیمار ہوتے ہیں۔ اس لئے اپنی دینداری کے باوجود کبھی ”واجب“ کام چھوڑ بیٹھتے ہیں جو بعض محرمات کے ارتکاب سے بھی زیادہ سنگین نکلتا ہے۔ خود کیا دوسروں کو بھی ”واجب“ سے باز رکھنے کا ارتکاب کر ڈالتے ہیں جو سر تا پا راہِ حق مارنے کے مترادف ہوتا ہے بلکہ تاویل کر کے بعض اوقات وہ دینی فریضہ چھڑانے کے لئے خارجیوں کی طرح مسلمانوں کے خلاف جہاد بھی کر گزرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں نہ دنیا کی بگڑی بن پاتی ہے اور نہ دینِ کامل کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے۔ ان کی اجتہادی فروگزاشتوں سے تو درگزر ممکن ہے لیکن ان کی حماقتوں کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جو سب سے خسارے میں ہے کہ دنیا میں کھو کر سمجھ رہا ہے کہ وہ خوب کر رہا ہے۔ (الذین ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا)

### میانہ رولوگ:

تیسرا گروہ ”امتِ وسط“ ہے یعنی وہ ”محمدی“ لوگ ہیں جن کا دین محمدی ہے یہ خاصانِ خدا نائبِ رسول کی حیثیت سے قیامت تک لوگوں پر حکمرانی کریں گے۔

ان کا کام یہ ہو گا کہ وہ راہِ عامہ کے لئے مال خرچ کریں۔ خلقِ خدا کو نفع پہنچائیں۔ اگر وہ صاحبِ اقتدار ہوں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملک و ملت کی اصلاح کریں، اقامتِ دین کے لئے کوشاں رہیں، اور ان کو دنیا کو تھامنے کی کوشش کریں جو عوام کے دین اور عفتِ نفس کے لئے ضروری ہے۔ لہذا چاہئے کہ اس سے زیادہ حرص نہ کریں، جس کے وہ مستحق نہیں، نیز تقویٰ اور احسان دونوں صفات اپنے اندر جمع کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو حاصل ہوتی ہے جو متقی ہیں اور پورے حضورِ قلب کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں (ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون)

السیاسة الشرعية ص ۲۷-۲۸

حضرت امام ابن تیمیہؒ نے سیاستدانوں کی نفسیات، ہیرا پھیری یا خلوص، دل سوزی، ان کے کردار اور فرائض کی جو تصویر پیش کی ہے، اس کے مطالعہ کے بعد ہمیں اپنے عہد کے سیاستدانوں کے سمجھنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے اور جو سیاستدان پر فریب نعروں کی اوٹ میں عوام کا شکار رہے ہیں یا جو خلقِ خدا کی دنیا اور دین کے سلسلہ میں پُر خلوص محنت کر رہے ہیں ان کو آسانی کے ساتھ پرکھا جاسکتا ہے، بشرطیکہ ہم خود بھی کچھ کرنا چاہتے ہوں اور خدا کے ہاں اپنی جواب دہی کا احساس بھی رکھتے ہوں۔



## شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ عبد المنان راز (گوجرانوالہ)

۲۲، ۲۳، ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو جامعہ سلفیہ (لائل پور) کانفرنس ہو رہی ہے، اس موقع پر اس درس گاہ کے ایک بانی اور پہلے ناظم تعلیمات کی یاد میں یہ نظم دی جا رہی ہے۔ حسن اتفاق سے سابقہ آرٹیکل ”سیاستدان ابن تیمیہؒ کی نگاہ میں“ کے ساتھ بھی نظم کے مضمون اور ناظم کے مدوح کی کئی مناسبتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مولانا مرحوم نے اسی شب وصال فرمایا جس میں حافظ ابن تیمیہؒ فردوس بریں کو سدھارے تھے۔

حق گوئی و بے باکی میں تو تنج رواں تھا	تو دشمن ایمان کے لئے برقی تپاں تھا
گفتار میں کردار میں اک سوزِ ناں تھا	لاریب کہ تو دین کی عظمت کا نشان تھا
تھی علم کی توقیر ترے حسن عمل سے!	تاثیر میں اکسیر ترا حسن بیاں تھا
بدعت کے صنم خانے میں تو نصف صدی سے	اک جذبہ صادق لیے مصروفِ اذّاں تھا
تو حلم کی تصویر تھا، اخلاص کا پیکر	اخلاص مجسم تھا تو اک عزمِ جواں تھا
اسلاف کے کردار کی تصویر تھا سلفی	اس دور میں سنت کا نقیب و نگراں تھا
یہ دینی حمیت، یہ شرافت، یہ جلالت	واللہ تو اس دور کا انسان کہاں تھا!
کیوں تجھ کو ابن تیمیہؒ وقت نہ مانوں!	وہ بھی تو اسی شب ہوا فردوسِ مکاں تھا
تھے دین و سیاست نہ جدا تیری نظر میں	دستور ہو قرآن سے جدا، تجھ پہ گراں تھا
ہستی سے تری شہرِ مہرِ افخر وطن تھا	اب شہر ہے ویران کہ تور و احِ رواں تھا
ماتم میں ترے مردوزن و طفل تھے گریاں	اک لاکھ کا مجمع تھا کہ بس محو فغاں تھا
آہیں وہ دعائیں کہ فضا کانپ رہی تھی	اُف تیرے جنازے کا سماں کیسا سماں تھا؟
یہ سوچ کے اب تک مرے آنسو نہیں تھمتے	مٹی میں نہاں ہے وہ جو منبر پہ عیاں تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## امام شوکانیؒ اور مسئلہ غنا!

### ایک عجیب جعل سازی

تجزیہ افکار

مولانا عزیز بیدی واربرٹن

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور کے پیشتر اہل قلم ارکانِ حلتِ سماع کی طرف مائل ہیں اور اس مضمون پر انہوں نے خاصی محنت کر کے عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ سماع کا ذوق قابلِ قدر ہے، باذوق لوگ موسیقی کی دل نواز تانوں سے لطف انداز ہونا چاہیں تو ضمیر کی خاش سے آزاد ہو کر محفوظ ہو سکتے ہیں۔ ان دوستوں کے تعامل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ اس امر کے بھی قائل ہیں کہ سیاست کی طرح دین کو بھی عوامی ہونا چاہئے یعنی عوام کا رہنما نہیں، ان کی خواہشات کے تابع ہونا چاہئے، اس لئے یہ نیم سرکاری ادارے ”دین“ کو دلچسپ، معشوق اور مرغوب بنانے کے لئے متداول ثقافتی غارے اور کاجل پیش فرماتے رہتے ہیں گویا کہ ایمان داعیہ قلب نہیں، نفس و ہویٰ کا کوئی شکار ہے۔ اناللہ!

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور نے مختلف اوقات میں ”موسیقی“ کو اسلامی ثقافت بنانے کے لئے جتنا کچھ کیا ہے وہ ان کی مطبوعات کے مطالعہ سے بالکل واضح ہے۔ اس وقت اس ادارے کا ”المعارف“ (بابت ماہ جولائی) ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اس میں ”امام شوکانیؒ اور مسئلہ غنا“ کے عنوان سے سماع کے بارے میں امام شوکانیؒ کے نقطہ نظر پیش کرنے کا اعلان کر کے دراصل وہ اپنی بات امام شوکانیؒ کے طویل اقتباس سے اگوانے کی ایک عجیب چال چلے ہیں، جس کی ایک اہل قلم سے توقع نہ تھی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

سماع کے موضوع پر حضرت امام شوکانیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص رسالہ تحریر کیا ہے اور نیل الاوطار میں بھی اس سے بحث کی ہے اور **باب ما جاء في آلة اللہ** میں جانبین کے دلائل کے سے بحث کر کے آخر میں ”محاکمہ“ بھی کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”اگر سماع حرام نہ ہو تو مشتبہ ضرور ہے جس سے مومن (حرام کی طرح) ہی بچتا ہے۔“

(نیل الاوطار **باب ما جاء في آلة اللہ** ص ۸۷، ۸۸)

معاصر ”المعارف“ کے جناب پھلواری صاحب (جنہوں نے ہر ”اسلام دشمن موضوع“ کو دل نواز بنانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے) امام شوکانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا محاکمہ کے اثرات کو غلط کرنے کے لئے بالکل ایک نئی چال چلے ہیں یعنی امام موصوف کے اس تبصرہ اور محاکمہ کو جو سارے مضمون اور باب کے آخر میں درج ہے، بین السطور کر کے اس کی اہمیت کو غارت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ امام صاحب کے نام پر کچھ معصوم ذہنوں کو شکار کیا جاسکے۔ افسوس تو یہ ہے کہ پھلواری صاحب نے مضمون کے شروع میں جو بات کہی ہے اس کے آخر میں ہی اس کو پی گئے ہیں۔ شروع میں یہ بات کہی ہے کہ:

”اس مضمون کو انہوں (یعنی امام شوکانیؒ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب نیل الاوطار میں اسرارِ منتقی الاخبار کے جز ہفتم (جز ہشتم ہے جز ہفتم نہیں ہے، شاید کاتب سے سہو ہو گیا ہو) میں بھی دہرایا ہے جو پوری کتاب کا صرف ایک باب ہے یعنی ”باب ما جاء في آلة اللہ“ بہر کیف ہم اس باب کا ترجمہ ہدیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔“ (المعارف جولائی ۲۲-۲۳)

مندرجہ بالا سطور سے واضح ہوتا ہے کہ پھلواری صاحب صرف ”باب ماجاء فی آلہ اللہ“ کا ترجمہ پیش کریں گے مگر ان کو اس میں مشکل یہ پیش آگئی ہے کہ مضمون اور باب کے آخر میں حضرت امام شوکانی کا جاندار تبصرہ اور محاکمہ آگیا، جو ثقافتی احباب کے منصوبے کے خلاف پڑتا ہے اس لئے انہوں نے اس کو گول مول کرنے کے لئے یہ سکیم بنائی کہ اس باب کے بعد جو باب ہے اس کا ترجمہ بھی اس سے جوڑ دیا جائے تاکہ امام صاحب کا تبصرہ اور محاکمہ ”بین السطور“ ہو جائے۔ اور بعد کے باب میں امام صاحب نے بعض استثنائی صورتوں سے متعلقہ ایک حدیث پر جو روشنی ڈالی ہے، اس کا استحصال کیا جائے تاکہ ”تبصرہ“ اور ”محاکمہ“ کے ممکن اثرات سے کسی طرح پیچھا چھڑایا جاسکے۔ ہمارے نزدیک پھلواری صاحب کی یہ جعل سازی صحافتی دیانتداری کے بالکل خلاف ہے اور موصوف سے جو ہمیں حسن ظن ہے، اس کو بھی کافی نقصان پہنچا ہے بلکہ انہوں نے اصل محاکمہ کو ”بین السطور“ کر کے اس سے صرف نظر کرنے کے امکانات پیدا کرنے کی جو سعی فرمائی ہے، اس کو کوئی بھی اہل علم بنظرِ استحسان نہیں دیکھے گا۔

مضمون اور تبصرہ کے اخیر میں اپنے خصوصی اغراض کے لئے انہوں نے جس باب کے اضافے سے ”المدد“ کی درخواست کی ہے۔ دراصل وہ بات ان کے لئے مفید طلب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اصل میں سماع حرام ہے مگر بعض استثنائی صورتیں ایسی بھی ہیں جو بے ضرر ہونے کی وجہ سے جائز ہو سکتی ہیں لیکن ان بعض استثنائی صورتوں کی پوری حرام موسیقی کے لئے وجہ جواز بنانا ایک ”حیلہ پریشانی“ ہے۔

فاضل پھلواری نے حضرت امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ”ابطال دعوت الاجماع علی تحریم مطلق السماع“ کا ذکر چھیڑ کر یہ تاثر دینے کی کوشش فرمائی ہے کہ حضرت الامام کے نزدیک سماع حرام نہیں ہے۔ ”حرام نہیں ہے“ کے یہ معنی پیدا کرنے کی سعی کی کہ جائز ہے اور یہ ثقافتی احباب یہی چاہتے ہیں۔

دراصل اس کتاب کے نام کو بھی انہوں نے ”مغالطہ ادبی“ کے لئے ہی استعمال کیا ہے۔ ورنہ بات وہ نہیں ہے جس کو وہ نمایاں کرنا چاہتے ہیں۔ امام موصوف نے ”ثقافتی کرم فرماؤں“ کی طرح سماع کو ”حلال طیب اور مکرر نہیں کہا بلکہ یہ بات سمجھائی ہے کہ سماع کی بعض بے ضرر استثنائی صورتیں بھی ہیں جن کی وجہ سے سب کو بالکل حرام کہنا احتیاط کے خلاف ہے، ہاں ان استثنائی صورتوں کے باوجود یہ سارا کھیل مشتبہ ضرور ہے اور جو مشتبہ امور ہوتے ہیں ان کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ:

”ان کے نزدیک بھی نہ پھٹو۔“

محاکمہ کی اصل عبارت یہ ہے:

واذا تقرر جميع ما حررناه من حجج الفريقين فلا يخفى على الناظر ان محل النزاع اذا خرج عن دائرة الحرام لم يخرج عن دائرة الاشتباه والبومنون وقافون عند الشبهات كما صرح به الحديث الصحيح ومن تركها فقد استبرأ لعرضه ودينه ومن حارم حول الحمى يوشك ان يوقع فيه الخ (نيل الاوطار ص ۸۷، ۸۸)

خود پھلواری صاحب کے الفاظ میں اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”ہم نے دونوں فریقوں کے جو دلائل نقل کئے ہیں ان پر نظر رکھنے والا اس نتیجے پر پہنچے گا کہ محل نزاع (گانا، بجانا) اگر حرام کے دائرے سے باہر ہو جائے تو اشتباہ کے دائرے سے باہر نہیں جاتا اور اہل ایمان شبہات کے موقع پر رُک جاتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ **من ترکھا الخ** (یعنی جو مشبہات کو ترک کر دے وہ اپنی آبرو اور اپنے دین کو بچا لیتا ہے اور جو ممنوعہ علاقے کے گرد چکر لگاتا ہے اس کے لئے اس میں جا پڑنے کا قریبی امکان ہے۔“ (المعارف جولائی ص ۴۰)

**فلا یخفی علی الناظر** کا ترجمہ بھی اپنے مطلب کا کیا ہے، یعنی ان پر نظر رکھنے والا اس نتیجے پر پہنچے گا۔ (المعارف ص ۴۰)

یہ ترجمہ کر کے وہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اپنا نہیں، کسی تیسرے کی بات کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا اپنا نظریہ ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے ”تو اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔“ (جس میں خود امام موصوف بھی شامل ہیں)

### کیا پردہ اور غضب برضا کارانہ چیزیں ہیں؟

معزز معاصر نوائے وقت کے کالم ’سرا ہے‘ کے کالم نویس کا ایک فتویٰ نظر سے گزرا ہے جو کافی دلچسپ بھی ہے اور عبرت آموز بھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

”اصل میں معاملہ کچھ یوں ہے کہ نہ تو اہلہانِ مسجد نے یہ راز سمجھا نہ فرزند ان تہذیب نے کہ بے پردگی اور بے حیائی دو مختلف چیزیں ہیں ایک جانب تو بے حیائی کو ہی بے پردگی سمجھ لیا گیا اور دوسری جانب بے پردگی کے معنی ہی بے حیائی کے لئے گئے ہیں۔ اس لئے معاملہ الجھ گیا ہے۔ اسلام افراط و تفریط کا کسی معاملہ میں قائل نہیں۔ پردہ اور غضب برضا کارانہ چیزیں ہیں۔ اختیار کی جائیں تو بہتر ورنہ محض چہرہ کھلا رکھنا یا نگاہ نیچی نہ رکھنا، اسلام میں قابلِ تعزیر جرم نہیں البتہ ان سے پیدا ہونے والے نتائج جو حدود اللہ کو توڑنے کا باعث ہوں قابلِ گرفت ہیں۔“ (نوائے وقت ۲۹ اگست ۷۷ء)

محترم معاصر نے سلسلہ گفتگو کے دوران جو ٹون اختیار کی ہے یا جو انداز بیان پسند کیا ہے وہ ایک مسلم یا کم از کم ایک مہذب اور شائستہ انسان سے کم ہی متوقع ہوتا ہے۔ ”اہلہانِ مسجد“ کہہ کر انہوں نے اسلاف اور علمائے حق کی جو توہین کی ہے وہ کم از کم نوائے وقت جیسے اسلام پسند ادارہ کے لئے مناسب نہیں تھا۔

باقی رہا ”بے پردگی اور بے حیائی“ کے مابین تلازم۔ سو اس میں مبالغہ سہی، تاہم بالکل بے اصل بھی نہیں ہے اور نہیں تو کم از کم ایک دوسرے کے لئے ”سب قریب“ تو ضرور ہیں۔

معاصر موصوف نے یہ بھی خوب کہا کہ ”بے پردگی اور عدم غضب برضا“ تو قابلِ تعزیر نہیں ہیں“ ہاں ان کے نتائج بد ضرور قابلِ گرفت ہیں۔“

گویا کہ شور با تو ضرور حرام ہے لیکن گوشت بہر حال حلال ہے۔ چہ خوب! غالباً موصوف کو ”اصول تعزیرات“ کا بھی علم نہیں ہے ورنہ ایسی بات نہ کہتے۔ تمام ادیان اور تمام اقوام عالم میں یہ ایک مشترک اصولی قدر ہے کہ مفسد اور فتنج تک پہنچنے کے قریب ترین جو ذرائع اور وسائل ہوتے ہیں وہ بھی قانوناً ممنوع ہوتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پردہ اور غرض بصر کو اسلامی نقطہ نظر سے رضاکارانہ چیز کہنا، فاضل کالم نویس کی بے خبری کی دلیل ہے۔ موصوف کو شاید معلوم نہیں کہ اسلام کیا ہے اور رضاکارانہ کا مفہوم کیا ہے؟

اسلام میں بلکہ ہر ملکی آئین اور قانون میں اس امر کو اساسی حیثیت حاصل ہے کہ: جو عوام اور دواعی انسانی معاشرہ کی طہارت اور عافیتوں کے لئے مضر ہوتے ہیں وہ فرد کی رضاکارانہ خواہش کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ان کی ڈوریں قانون کی گرفت میں ہوتی ہیں۔ اور ہونی چاہئیں۔

اس سلسلہ میں بظاہر جو خلا ہمیں نظر آتا ہے وہ دراصل ”طہارت اور قومی عافیتوں“ کے تصور میں اختلاف کا نتیجہ ہے یا ناانجوار اور عاقبت نااندیش حکمرانوں کی سہل انگاری کا ورنہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مفاسد اور ان کے قریبی ذرائع دونوں رضاکارانہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ یکساں حرام اور قانوناً ممنوع ہوتی ہیں۔ قرآن وحدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رضاکارانہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ختی سے ان کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ (القرآن)

”اے پیغمبر! اپنی ازواج مطہرات، صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی خواتین کو حکم دیجئے! وہ اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں۔“

إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ (پ ۲۲)

”جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پس پردہ مانگا کرو۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت سودہؓ کو حکم دیا کہ:

إِحْتَجِبِي مِنْهُ یعنی تم حضرت عبد بن زمعہ سے پردہ کیا کرو۔

حضور کے معروف نابینا صحابی حضرت عبداللہ ام مکتومؓ سے پردہ کے لئے اپنی ازواج مطہرہ کو حکم دیا تو وہ بولیں کہ وہ تو نابینا ہیں: فرمایا:

أَفْعَنِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا کیا تم بھی اندھیاں ہو؟ (مشکوٰۃ)

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ سے خواتین پردہ کیا کرتی تھیں۔

اومت امرأۃ من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ ﷺ (ایک عورت نے پس پردہ ہاتھ بڑھا کر حضور کو خط دیا۔) مشکوٰۃ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

”جج کے دنوں میں جب لوگ نظر آتے تو ہم چہرہ پر چادر ڈال لیا کرتی تھیں۔“ (ابوداؤد)

”نقاب پوشی رہتی تھیں۔“ (ابوداؤد کتاب المناسک)

الغرض عریاں چہروں اور غیر محتاط اختلاط کی وجہ سے معاشرہ کے اندر نہایت حیات سوز دھاندلیوں نے سر اٹھایا ہے۔ ان کی حوصلہ افزائی سے پرہیز کیجئے۔ بہت ہی تباہ حال ہو گئے ہیں۔ مزید خوار نہ کیجئے! اگر کوئی حکومت اس سلسلہ کی اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کرتی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ بات ہی رضاکارانہ ہے۔ موجودہ حکومتوں کا کیا ہے، ان کی شخصی مجبوریوں اور مصالح سے توساری ملکی خواتین کی پابندی بھی رضاکارانہ چیز بن کر رہ گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



ہے تو کیا ان کو بھی رضا کارانہ چیز تصور کیا جائے۔

ہمارا جی چاہتا ہے کہ آپ لوگوں کے تجربات اور علوم سے استفادہ کیا جائے لیکن آپ بھی اپنے حال پر رحم کریں۔ بات وہ کیا کریں جس سے کم از کم آپ کا بھرم رہ جائے اور ہمارے حسن ظن پر بھی آنچ نہ آئے۔ آپ طبع آزمائی کے لئے کوئی اور موضوع تلاش کیجئے۔ دین اور اس کی ترجمانی؟ آپ نے اپنی بساط سے زیادہ ذمہ داری قبول فرمائی ہے۔ اس پر نظر ثانی فرمائیں۔

## شیخ حسن الہضیبی کا خط

### جمال عبدالناصر کے نام

انتخاب

ادارہ

یہ خط مارچ 1945ء میں حسن الہضیبی نے کرنل ناصر کے نام تحریر کیا تھا۔ حسن النباء شہید تحریک اخوان المسلمون کے بانی کی شہادت کے بعد حسن الہضیبی اخوان کے مرشد عام منتخب ہوئے تھے جن کو 1954ء میں پھانسی کی سزا کے احکامات جاری ہوئے لیکن عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے پھانسی کی سزا دس سال قید با مشقت میں تبدیل کر دی گئی اور اب پھر ان کو تین سال قید با مشقت کی سزا دے کر مقید کر دیا گیا ہے۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوة والسلام علی اشرف المرسلین۔

آپ کو یقیناً یاد ہوا کہ جس دن آپ نے اخوان المسلمون کو یہ پیشکش کی تھی کہ وہ ماضی کے واقعات بھول جائیں اور جو کچھ ہو چکا ہے، اس پر پانی پھیر دیں اس دن آپ نے ہمارے ساتھ عہد کیا تھا کہ اس عجیب و غریب صورت حال کو ختم کر دیا جائے گا جو الاخوان المسلمون کی تحریک کو توڑنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ آپ کی یہ رائے تھی کہ وطن کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ اخوان اور ملکی رہنماؤں کے مابین از سر نو باہمی تعاون کی فضا پیدا ہو۔

اس وقت آپ نے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ اخوان المسلمون کو توڑنے کا فیصلہ منسوخ کر کے تمام نظر بندوں کو رہا کیا جائے گا اور اس اثر کو، جو خلاف قانون قرار دینے کے بیان سے پیدا ہوا ہے کلی طور پر زائل کیا جائے گا اور ہمیں اس بیان پر الجھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اگرچہ ہم جماعتی مخصوص مسائل میں ابھی کسی متفق علیہ رائے پر نہیں پہنچے ہیں۔ لیکن ان تمام چیزوں سے قطع نظر مصلحت و وطن کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کے سامنے ملکی پیچیدگیوں کے بارے میں اپنی رائے پیش کریں جو تمام لوگوں میں اطمینان و سکون پیدا کرنے کا باعث ہوگی۔ جس کے بغیر اجتماعی، اقتصادی اور دوسرے امور کی مکمل طور پر اصلاح کرنا ناممکن ہے۔ اور ”دین نصیحت ہے“ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ چنانچہ اس عائد شدہ فرض کو آپ تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔

مصر آج تک جتنے مراحل سے گزرا ہے اس وقت ان سب سے نازک ترین مرحلہ سے گزر رہا ہے۔ ہم سب کے پیش نظر ملک کی آزادی اور انگریزوں کا اخراج ہے۔ یہ گوری چمڑی والے محض تقاریر اور بیانیوں سے کبھی نہیں نکلیں گے۔ ان کو نکالنے کے لئے ایک متواتر اور شدید جہد و جہد رکار ہے۔ اسی طرح ان یہودیوں کے مقابلے میں جو ہم پر دلیر ہو رہے ہیں صرف اپنا دفاع ہی نہیں چاہئے بلکہ فلسطین کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کر دینا چاہتے ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان ایک مستقل جنگ ٹھنی ہوئی ہے۔ اگرچہ بظاہر جنگی صورت حال نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ہم پر سب سے پہلا فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو، اپنی فوجوں کو اسی بنیادی مہم کے لئے مکمل طور پر تیار کریں۔

مصر کو اس وقت امن و سکون کی شدید ضرورت ہے اور یہ نہ تو باتوں سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ تشدد اختیار کرنے سے بلکہ اس کی ایک ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صورت ہے اور وہ یہ کہ لوگوں کے اندر حقیقی طور پر یہ شعور پیدا ہو جائے کہ وہ اس انقلاب کے اور اس سے حاصل ہونے والی اصلاحات کے محافظ ہیں اور انقلاب تب ہی قائم رہ سکتا ہے کہ لوگوں کے دل اس کی نگرانی اور حفاظت کریں (یعنی حقیقی انقلاب ذہنی اور فکری ہے) محض طاقت کے زور سے یہ مطلب حل نہیں ہو گا بلکہ عدل اور اصلاح اور ترقی سے ہو گا۔ ان دونوں صورتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ استقرا و سکون کے حصول کے کچھ وسائل ہیں جن میں چند یہ ہیں:

عصر حاضر میں ہر حکومت کے لئے پارلیمانی زندگی ہی صحیح اساس ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ماضی کے تجربات نے اس کے بعض عیوب ہمارے سامنے ظاہر کیے ہیں لیکن ہمارا فرض ہے کہ اسے تمام نقائص سے پاک کر کے کمال کے قریب تر لے آئیں۔ عبوری دور میں پارلیمانی زندگی کو ختم کر کے قوم کو جمہوریت کی ترتیب نہیں دی جاسکتی بلکہ بالفعل پارلیمانی زندگی کی موجودگی سے یہ تربیت مل سکتی ہے۔ ہمیں جلد از جلد اس کی طرف قدم اٹھانا چاہئے۔ ہنگامی قوانین اگرچہ وقتی سکون اور ظاہری خاموشی پیدا کر دیتے ہیں لیکن اندر ہی اندر آتشیں مادے پتے رہتے ہیں اور راکھ کے نیچے چنگاریاں سلگتی رہتی ہیں اگر کہیں آتش کے شعلے بھڑک اٹھے تو وطن کے مستقبل کی خیریت نہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر قسم کی آزادی بحال کر دیں، بالخصوص آزادی صحافت۔ کیونکہ مصر کی خیر و سلامتی اسی میں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ لوگوں پر نکتہ چینی کرتے تھے کہ وہ جہاں فاروق کی بات کو رد کرنا چاہتے، نہیں کرتے ہیں (بلکہ خوشامد کے طور پر ڈر کی وجہ سے ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ اب آپ صحافت پر کڑی پابندی لگا کر لوگوں کو روکتے ہیں کہ وہ قابل تردید باتوں کی نفی نہ کریں۔ ایسی روش حق کی نصرت اور باطل کی نگوں سازی کے لئے قوم کی صحیح تربیت نہیں کر سکتی۔ ہم یہ بھی مناسب نہیں سمجھتے کہ صحافت اپنی حدود سے تجاوز کر جائے اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں کہ اس کو مطلق العنان کر دیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ حق و باطل میں امتیاز کرنا ہی ناممکن ہو جائے۔ بلکہ صحافت کو آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ قانون کی حدود میں رہ کر حق و صداقت کی راہ اختیار کرے۔ اگر قانون کی حدود کو پھاندے تو مستوجب سزا ٹھہرائی جائے۔ اخبارات کی تنقید آپ کے لئے بہت ہی مفید ہو گی۔ اور یہ کہنے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ نظر بندوں اور ہنگامی قوانین کے تحت دیگر گرفتار شدگان کی رہائی قومی اتحاد اور وحدت کلمہ کے لئے نہایت ضروری ہے اور حق و عدل کا تقاضا بھی یہی ہے۔

رہیں اصلاحات تو ان کا میدان بہت وسیع ہے ہماری رائے میں ذہن و قلب کی اصلاح تمام اصلاحات سے بڑھ کر ہے بلکہ ہر اصلاح کی بنیاد اسی پر ہے۔ آخر میں ہم اللہ سے عا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں قوی و عملی سچائی کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں لغزشوں سے بچائے۔ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت بخشنے۔ بے شک وہی سمیع و مجیب ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حسن الہضیبی المرشد العام للاخوان المسلمین

(جنگ کراچی ۲ ستمبر ۱۹۶۶ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## تعارف و تبصرہ کتب

خواجہ عبدالمنان راز

نام کتاب	:	سید محمد داؤد غزنوی
مصنف	:	عبدالرشید اظہر
ضخامت	:	۸ صفحات
قیمت	:	غیر مجلد ۷۵ / روپے مجلد ۵۰ / ۲ روپے
ناشر	:	جمعیت الطلاب الجامعۃ السلفیہ لائل پور

مولانا داؤد غزنویؒ پر یہ مختصر سا کتابچہ اس نوجوان نے ترتیب دیا ہے جس نے بقول خود ان کے نیاز بھی حاصل نہیں کیے اور اس احساس کے پیش نظر یہ کام کیا ہے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ اس بلند و بالا شخصیت پر قلم اٹھانے پر آمادہ ہو جائے۔

زیر نظر کتاب جیسا کہ اس کی ضخامت سے باہر ہے، مولانا مرحوم کی زندگی کی ایک جھلک ہی ہے لیکن اس ایک جھلک سے مولانا سید داؤد غزنویؒ کی خاندانی عظمت، جرأت ایمانی، سیاسی بصیرت اور علم و فضل کا اندازہ ضرور ہو جاتا ہے۔ کتابت و طباعت نہایت عمدہ ہے۔

نام کتاب	:	تعلیمات حسن البناء شہید آ (ردو) رسالۃ التعالیم (عربی)
مصنف	:	حسن البناء شہید
مترجم	:	محمد حنیف
ضخامت	:	۶۴ صفحات
قیمت	:	سفید کاغذ ۵۰ / روپیہ - آرٹ پیپر ۸۰ / روپے
ناشر	:	گلستان پبلیکیشنز، ۴۰ اردو بازار لاہور

حسن البناء شہیدؒ وہ خوش نصیب ہستی ہے جس نے باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق کا کلمہ بلند کیا اور آخر کار اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ایمان کے مقابلے میں باطل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حسن البناء کی زندگی اور ان کی شہادت تحریک دین کے کارکنوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے جان دے کر تحریک اسلامی کو زندہ کیا اور اس کے ساتھ خود بھی زندہ جاوید ہو گئے۔ تعلیمات حسن البناء کا سرچشمہ اسلامی تعلیمات ہیں اور اردو ترجمہ میں حسن البناء کی بعض دوسری تصنیفات سے مفید اضافے بھی کیے گئے ہیں۔

ان کی تعلیمات کا لب لباب یہ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1. رضاءِ الہی ہمارا مقصود ہے۔

2. رسولِ خدا ہمارے رہنما ہیں۔

3. قرآن ہمارا دستور ہے۔

4. جہاد ہمارا راستہ ہے۔

5. شہادت ہماری آرزو ہے۔

اصل کتاب عربی میں ہے جس کا ترجمہ مشہور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد چراغ صاحب کے صاحبزادے حافظ محمد حنیف صاحب نے کیا ہے۔ ترجمہ میں بعض مقامات پر اسلوبِ بیان کھٹکتا ہے۔ عربی کے اسلوب اور اردو کے اسلوبِ بیاں میں بہر حال فرق ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ترجمے سے ترجمانی پر توجہ دی جاتی۔ گلستانِ پبلیکیشنز نے یہ کتاب بڑے اہتمام سے شائع کی ہے۔ کتاب اور طباعت کا معیار نہایت اعلیٰ ہے۔ سرورق دیدہ زیب ہے۔ تحریکِ اسلامی سے وابستہ حضرات کے لئے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

نام کتاب : اقبال اور احیائے دین

مصنف : خالد علوی ایم اے۔ ایم۔ او۔ ایل

صفحات : ۹۲ صفحات

قیمت : ۲/۱۰ روپے

ناشر : المکتبہ العلمیہ ۱۵ الیک روڈ لاہور

خوبصورت اردو ٹائپ میں طبع شدہ یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت وقیع اور اہم کتاب ہے اور حق یہ ہے کہ ان چند صفحات میں مصنف نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر اقبال ہمارے قومی شاعر ہیں اور قومی شاعر اس لئے کہ انہوں نے شعر و سخن کو ذریعہ بنا کر بحیثیتِ مسلمان اسلامی نظریات کی تبلیغ کی ہے۔ ڈاکٹر موصوف معروف معنوں میں کوئی عالم دین نہ تھے لیکن عقل و بصیرت اور جذب و عشق کے جن دوسرے ہتھیاروں سے وہ لیس تھے ان سے انہوں نے اسلام کی برتری اور دفاع کے لئے خاطر خواہ کام لیا ہے اور اس طرح انہوں نے اسلام کے متعلق مغربی اقوام اور مغرب زدہ مسلمانوں کے پھیلانے ہوئے شکوک و شبہات کو اکے مسلمات سے ہی ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ صاحب کتاب نے بڑے دلکش انداز میں احیائے دین کا مفہوم، اس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت، تحریکِ احیائے اسلام کا تاریخی پس منظر اور تحریکِ احیائے دین میں ڈاکٹر صاحب کا مقام و مرتبہ بیان کیا ہے۔ موضوع کی اٹھانہایت پیارے انداز میں ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ پورا مقالہ مختلف کتب سے ماخوذ ہے اور خود مصنف نے بھی اس کا اظہار کر دیا ہے۔ لیکن بیان و اظہار اور اسلوب و ترتیب نے اسے (Original) بنا دیا ہے۔ بعض اوقات حوالہ جات تحریر کو ناقص اور بوجھل کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مختصر سی کتاب میں اگرچہ حوالوں کی بہتات ہے لیکن ہر حوالہ نگینہ کی طرح جڑا معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



تحریکِ احیائے دین اور ڈاکٹر اقبال کو سمجھنے کے لئے (اختصار کے پیش نظر) اس سے بہتر کتاب شاید ہی ملے۔

نام کتاب :	گانا بجانا۔ (قرآن و سنت کی روشنی میں)
مصنف :	قاضی محمد زاہد الحسینی
ضخامت :	۸۰ صفحات
قیمت :	۲۵ / روپے
ناشر :	توحیدی کتب خانہ، چوک توحید نگر چاکو ارڈہ۔ کراچی نمبر ۱
آج تھ کو بتاؤں میں تقدیر ام کیا ہے؟	شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

یعنی سرفروش اور مجاہد قومیں ترقی کیا کرتی ہیں اور جو قومیں عیش و عشرت میں مبتلا ہو جائیں وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ دراصل یہ ضابطہ کمال و زوال، سنتِ الہی اور تنبیہاتِ نبوی ہی سے ماخوذ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک کسی اُمت کے ہاتھ میں تلوار رہی، قومیں ان کی جرأت و شجاعت کے سامنے جھکتی رہیں اور جب وہ لہو و لعب میں مبتلا ہو گئے تو دشمن نے انہیں تہ تیغ کیا یا ان پر ذلت و غلامی مسلط کر دی۔

افسوس آج ہم مسلمان بھی ورثہ جہاد کو چھوڑ کر اپنے اسلاف سے رشتہ توڑ رہے ہیں اور اسی طرح طاؤس و رباب کے شیدائیں گئے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ حد درجہ افسوس ناک امر تو یہ ہے کہ آج اسی اسلام و اسلاف سے اس کا جواز بھی پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ ریڈیو، ٹی۔وی اور سینما کے ذریعہ یہ طوفانِ بد تمیزی جس طرح پکایا جا رہا ہے، اس کے جواب میں سورہ نور کی اس آیت کریمہ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے:

”بے شک وہ لوگ، جو یہ بات پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیل جائے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک سزا ہے۔“ (۱۹:۲۴)

کیا یہ سزا ہمیں مل نہیں رہی؟

اسلام گانے بجانے کے متعلق کیا رویہ رکھتا ہے اس کے لئے زیرِ نظر کتاب کا مطالعہ مفید ہے۔ یہ کتاب ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے جناب محمد جعفر پھلواری کی کتاب ”اسلام اور موسیقی“ کے جواب میں لکھی گئی ہے اور ظاہر ہے جب کسی چیز کا جواب دیا جا رہا ہو تو زبان و بیان میں کچھ شوخی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ جاننے کے لئے کہ اسلام میں گانا بجانا حرام ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

نام کتاب :	فری مین تحریک کی حقیقت
مصنف :	حافظ محمد اسماعیل
ضخامت :	۶۴ صفحات
قیمت :	۷۵ روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ناشر : حافظ محمد اسماعیل، مولانا محمد صادق روڈ، کھدہ۔ کراچی

اپنی آن اور جان کے تحفظ کے لئے دوست سے زیادہ دشمن سے باخبر اور ہوشیار رہنا ضروری ہے اور پھر جب دشمن ایک منظم جماعت کی صورت میں کسی قوم کی تہذیبی اور دینی جڑیں کھوکھلی کرنے میں لگتا تو مصروف ہو تو اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت اور اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ لیکن افسوس ہے ہم ذاتی دشمنوں سے بچنے کے لئے تو جان تک کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں لیکن ملکی، قومی اور دینی دشمنوں کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ فری مین تحریک واضح طور پر اسلام اور مسلمان دشمن تحریک ہے اور اس کی شاخیں اور کارکن پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ اس کی تفصیل سے آگاہ ہیں۔ اہل پاکستان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے تاکہ وہ اندازہ کر سکیں کہ ان کے دشمن کس کس طرح سے انہیں نیست و نابور کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں اخبارات میں بھی اس تحریک سے نقاب کشائی ہوئی اور حکومت سے اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ ہوتا رہا ہے لیکن اخباری معلومات جمع کر کے بڑا چھاکام کیا ہے اور اس طرح سے نہایت بھیانک اور خوفناک رازوں سے پردہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صیہونیت کے مکر و دجل سے محفوظ رکھے۔

نام کتاب : ارشاداتِ نبوی (The Sayings of the Prophet)

ترجمہ انگریزی : شیخ شہید اللہ فریدی

ترجمہ اردو : محمد میاں صدیقی

ضخامت : ۱۱۵ صفحات

قیمت : ۵۰/۳ روپے

ناشر : محکمہ اوقاف پنجاب لاہور

یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سرور کائنات محمد عربی ﷺ کے ارشادات کا مجموعہ ہے۔ اس حیثیت سے تو یہ تبصرے سے بے نیاز ہے۔ ناشر نے صرف احادیث کا انگریزی اور اردو ترجمہ کرا کے آئے سامنے دونوں زبانوں کے ٹائپ میں شائع کیا ہے۔ کاغذ اور طباعت کے لحاظ سے یہ کتابچہ نہایت خوبورت اور دیدہ زیب ہے۔ دونوں ترجموں کا زبان و بیان بھی اچھا ہے۔ پھر احادیث کے لئے اصل کتابوں کا حوالہ دے کر ارشاداتِ نبوی کے بے حوالہ ذکر سے اجتناب قابل تحسین امر ہے۔ ہمارے ہاں عموماً مصنفین اور محققین، احادیث کے بارے میں اس طریق سے بے اعتنائی برتتے ہیں جو ایک خطرناک رجحان ہے کیونکہ اگر کوئی بات بے تحقیق نبی ﷺ کی طرف نسبت کر دی جائے تو خطرہ ہوتا ہے کہ آپ کی طرف ایسی بات نسبت کر دی گئی ہو جو آپ نے نہ کہی ہو اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ کیونکہ سامع اور قاری، حدیث کا صحت و ضعف پر کچھ بغیر اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ اسی لئے علماء و ثقہ لوگ احادیث کے لئے کتبِ اصول کا حوالہ ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ان پر ذمہ داری نہ رہے۔ اس لحاظ سے ساتھ ہی احادیث کا عربی متن دینا متبرک اور احتیاطی امر ہوتا ہے لیکن مرتبین نے اس کی پرواہ نہیں کی جو نامناسب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نام کتاب :	آداب شہریت
ضخامت :	۱۲۸ صفحات
قیمت :	درج نہیں
ناشر :	محکمہ اوقاف پنجاب لاہور

اس کتاب کی ترتیب جدید مولانا محمد میاں صاحب صدیقی کے ہاتھوں ہوئی۔ مولانا موصوف مشہور عالم دین محمد ادریس کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے صاحبزادے ہیں اور اس وقت علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب لاہور میں ریسرچ آفیسر ہیں۔ اس کتابچے میں علم سیاسیات کی شہریت و ریاست سے قطع نظر اسلام نے انفرادی اور اجتماعی جامع حیثیت سے جس قسم کے اخلاق و کردار کی تعلیم دی ہے اور ایک اعلیٰ انسان بننے کے لئے جن مسلمہ ضوابط و آداب کی تلقین کی ہے انہی کو عوام کے لئے آسان اور سادہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب چار حصوں آداب عامہ، محاسن اخلاق، رذائل اخلاق اور حقوق و فرائض پر مشتمل ہے۔ مرتب موصوف تحریر و بیان میں منجھے ہوئے ذوق کے مالک ہیں۔ لیکن اگر بعض الفاظ مثلاً ”قوانین ٹریفک“ کی بجائے ”ٹریفک کے قوانین“ اسی طرح ”پاک کے آداب“ کی بجائے پاکیزگی یا طہارت استعمال ہوتے تو زیادہ عام فہم اور موزوں تھے۔ اسی طرح قرآن کریم کی آیات کے صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے تاہم کتاب ان باریک سی باتوں کے علاوہ ہر اعتبار سے خوب ہے۔ خصوصاً وام کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے لئے ان موضوعات پر مشتمل لٹریچر کی اشد ضرورت ہے محکمہ اوقاف کی طرف سے ایسی کتابوں کی اشاعت خوش کن امر ہے۔